



پسک  
الہیہ  
کادائی

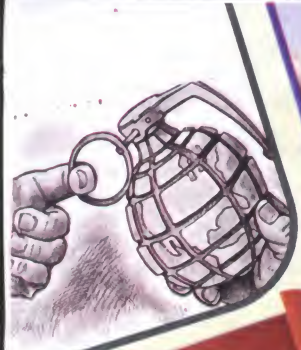
لاہور  
الہیہ

مرکزی جمعیت  
الہیہ  
پاکستان  
کارتھان

جلد: 47 | ۲ تا ۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ، 12 تا 18 فروری 2016ء | شماره: 07

## دهشت گردی

عالمی سطح پر بڑھتا ہوا ایک ناسور!



ڈاکٹر علامہ محمد اقبال

مسلمانوں کے بھی خواہ  
اور اسلام کے سچے پرستار!

سکیورٹی کے نام پر تعلیمی اداروں  
کی بندش کا فیصلہ درست نہیں

امیر محمد رفیع سینیہ ساجد میر حفظہ اللہ

قرآن و سنت  
کی روشنی میں

- عدتِ وفات کا آغاز.....!؟
- خطبہ جمعہ کو غور سے سننا.....!؟
- نذر کی جہت تبدیل کرنا.....!؟

## بسنٹ (پتنگ بازی)

خالصتا بندوانہ تہوار  
اور تشبیہ کفار!





## درس قرآن

جناب پروفیسر احمد رحمان

## سب فقیر الی اللہ میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ وَمَا ذَلِكُمْ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝﴾ (الفاطر)

”اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔ اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر دے اور نئی مخلوق پیدا کر دے اور یہ بات اللہ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں۔“

اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی انسانوں کی اپنی ہی بھلائی اور خوشنودی کے لیے ہیں۔ کیونکہ اللہ جو انسان کے خالق اور مالک ہیں وہ اس کی بھلائی اور نقصان کو بھی جانے والے ہیں۔ رب کائنات انسانوں کو انہی کی بہتری کے لیے صحیح راستے پر چلنے کا حکم دیتے ہیں اور شیطانی اور بدی کے راستوں سے محفوظ رکھنے کے لیے کچھ چیزوں سے منع فرماتے ہیں۔ ورنہ انسانوں کی معصیت، مگرابی اور نافرمانی اللہ کی عزت و وقار میں ایک رتی برابر بھی کمی نہیں کر سکتی اور نہ ہی ان تمام انسانوں کا راہ راست پر چلنا اور اللہ کی اطاعت میں رہنا اس رب کائنات کی بادشاہت میں اضافے کا باعث بنتا ہے:

﴿إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ ۖ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا﴾ (الاسراء: 7)

”اگر تم نے اچھے کام کیے تو خود اپنے ہی فائدہ کے لیے اور اگر تم نے برے کام کیے تو اس کا نقصان بھی تمہیں کو پہنچے گا۔“

﴿مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا﴾ (حم السجدة: 46)

”جو شخص نیک کام کرے گا وہ اپنے نفع کے لیے اور جو برا کام کرے گا اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا۔“

ہر اچھا کام کرنے والے کا فائدہ اسی کو ہوگا اور آخرت میں بھی وہ اس پر بہترین اجر کا حق دار قرار پائے گا۔ صحیح مسلم کی ایک قدسی روایت کا مفہوم ہے کہ: اے آدم کے بیٹے! اگر ابتداء سے لے کر آخری فرد جو اس دنیا میں آئے گا، اور جن و انس اور دوسری تمام مخلوقات تم میں سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار شخص کی مانند ہو جائیں تو بھی تم سب کی یہ اطاعت شعاری میری ملکیت اور بادشاہت میں کسی قسم کا اضافہ نہیں کرتی اور اگر تم سب کے سب اور اسی طرح دوسری مخلوقات اگر میری نافرمانی اور حکم عدولی پر اتر آئیں تو تمہاری یہ مگرابی میری بادشاہت میں کسی قسم کی کمی کا باعث نہیں بنتی۔

﴿إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ عَزِيزٌ غَنِيٌّ ۝﴾ (الزمر: 7)

”اگر تم ناشکری و نافرمانی کرو تو یاد رکھنا اللہ تم سب سے بے نیاز ہے۔“

ان تمام آیات میں یہی درس ہے کہ ہم خشیت انسان اللہ تعالیٰ (جو کہ ہمارے خالق اور مالک ہیں اس) کے محتاج ہیں۔ وہ انسانوں کی مگرابی اور شقاوت سے بے نیاز ہیں۔ اس کی رحمت اور بخشش کی حاجت ہمیں ہے ہماری اطاعت اور بندگی اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی۔ اپنی اس حاجت اور ضرورت کو آج ہم کیوں محسوس نہیں کر رہے؟ کیوں ہم اللہ کی نافرمانی، حکم عدولی اور مگرابی والا رویہ رکھتے ہوئے ہیں؟ اور کیوں اسکی اطاعت اور بندگی میں آکر اپنے لیے بھلائی اور کامیابی کا سامان نہیں کر رہے؟

## درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

## جنت کی آرائش و تزئین

فرمان نبوی ﷺ ہے: [عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَتُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ." (متفق عليه)]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب رمضان (کا مہینہ) آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیریں لگا دی جاتی ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

رمضان کی آمد پر جس طرح لوگ اپنی عبادت گاہوں، یعنی مساجد کو مزین کرتے ہیں، قالین تبدیل کرتے ہیں، سفیدی وغیرہ کروائی جاتی ہے تاکہ نمازیوں کو سہولت میسر آجائے اسی طرح اللہ تعالیٰ آسمانوں پر جنت کو سجااتا ہے اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور انسانوں کو برائی کی طرف راغب کرنے والے تمام شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ لوگوں کو گمراہ نہ کر سکیں۔ یہ رمضان کی خصوصی فضیلت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان میں اہل ایمان کا رجوع رمضان میں اللہ کی طرف زیادہ ہوتا ہے اور تلاوت قرآن و دیگر ذکر اذکار میں ان کا دل لگتا ہے اور توبہ و استغفار کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔

جنت کا مزین کیا جانا اور شیاطین کو قید کرنا لوگوں کو رغبت دلانے کے لیے ہے کہ جس مقصد کے لیے تمہیں دنیا میں بھیجا گیا تھا اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اس لیے اب جنت کے تمام دروازے بھی کھلے ہیں اور برائی کی طرف رغبت دلانے والے شیطان بھی قید ہیں۔ اب اپنی خواہشات کو چھوڑ کر جنت حاصل کر لو۔ انسان کا دنیا میں آنے کا مقصد اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلنے وقت بیان کر دیا تھا کہ ”تم دنیا میں چلے جاؤ“ وہاں تمہاری طرف میری جانب سے ہدایت آئے گی، پس جن لوگوں نے میری ہدایت کی پیروی کی وہ دوبارہ اسی جنت میں داخل کیے جائیں گے۔“

جنت کے حصول کے تمام راستے اللہ تعالیٰ نے آسان کر دیئے ہیں اس کے باوجود اگر کوئی اللہ کی اس نعمت سے محروم رہتا ہے تو یہ اس کے نصیب کی بات ہے۔ شیطان انسانوں کو گمراہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں مگر رمضان میں ان کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ پھر بھی اگر لوگ جنت کا راستہ اختیار نہیں کرتے اور اپنی خواہش کی پیروی کرتے رہتے ہیں تو وہ لوگ اللہ کی رحمت سے محروم ہوں گے۔ جنت کی تزئین و آرائش، شوق دلانے کے لیے ہے ورنہ جنت تو پہلے ہی بہت خوبصورت اور عمدہ ٹھکانہ ہے۔ جہنم کے دروازے بند کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اعمال جو انسان کو جہنم میں لے جانے کا سبب بنتے ہیں ان کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ اب تو اپنے مالک سے خوش ہو جاؤ اور اس کی تمہارے لیے بنائی ہوئی جنت میں جانے کی کوشش کر لو۔

## بھارت تنازعہ کشمیر اور اظہار یکجہتی!

قائد اعظم محمد علی جناح نے کہا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اسے دشمن کے قبضے میں نہیں دیا جاسکتا۔ افسوس کا مقام ہے کہ کم و بیش پون صدی سے ہمارے ملک دشمن بھارت نے اس پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ اس کی سات لاکھ خالم و سفاک فوج نے ہزاروں مسلمانوں کو شہید، لاقعداد بچوں کو یتیم اور بے شمار خواتین کو بیوہ کرنے کے ساتھ ساتھ ہزاروں بچیوں کو بے آبرو کر دیا ہے۔ کشمیر کی پوری وادی لہو لہو کا نقشہ پیش کر رہی ہے۔ اس کے باوجود حریت پسند مسلمانوں کے حوصلے بلند ہیں۔ وہ اپنی آزادی کی جدوجہد اور اسلامی تشخص کی بقا کے لیے گرانقدر قربانیوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ ایسے حالات میں بھارتی کابینہ نے مقبوضہ جموں و کشمیر میں آزادی کی تحریک کو کچلنے کے لیے وہاں مزید فوج تعینات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جبکہ اس کی پہلی موجودہ فوج کے درندوں نے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے کے تمام غیر انسانی واقعات تازہ کر دیے ہیں۔ اسی پر بس نہیں بھارت ہمارے دریاؤں پر بیسیوں ڈیم بنا کر وطن عزیز کو بخر بنانے پر تلا ہوا ہے۔ اس لیے کہ تمام دریا کشمیر سے پاکستان کی طرف بہتے ہیں۔ وہ جب چاہتا ہے پانی روک لیتا ہے۔

یہ امر کسی حد تک خوش آئند ہے کہ ۱۹۹۰ء سے ۵ فروری کو ہر سال پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں جہاں بھی پاکستانی اور کشمیری موجود ہیں کشمیری عوام کے ساتھ بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ اظہار یکجہتی کا دن منایا جاتا ہے۔ اقوام متحدہ، عالمی انسانی حقوق کے ادارے، تنظیمیں کشمیریوں کے استحصال اور ان پر ظلم و ستم پر خاموش ہیں۔ حالانکہ یو این او کشمیریوں کو حق خود ارادیت دلانے کی قراردادیں منظور کر چکا ہے۔ بھارت بھی دنیا کے سامنے اس پر عمل درآمد کا وعدہ کر چکا ہے۔ اب اس نے اٹوٹ انگ کی رٹ لگا رکھی ہے۔ برطانیہ جس کی جانبدارانہ پالیسی کی وجہ سے کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوا وہ بھی خاموش تماشائی بنا ہوا ہے۔

ہمارے نزدیک سال میں ایک دن منانے، سیاسی، دینی، سماجی تنظیموں کی طرف سے بھرپور ریلیاں، زبردست مظاہرے، عظیم الشان جلسے اور سرکاری طور پر تعطیل کر کے حقیقی معنوں میں کشمیری مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ حقیقی یکجہتی کا تقاضا یہ ہے کہ پاکستان، بھارت سے دو ٹوک انداز میں بات کرے کہ اگر وہ یو این او کی قراردادوں کے مطابق کشمیریوں کو استصواب رائے کا حق نہیں دیتا تو پھر تنگ آمد جنگ آمد کا آپشن باقی رہ جاتا ہے۔ نیز دنیا کو بتا دیا جائے کہ کشمیری مسلمان اپنی جدوجہد میں تنہا نہیں بلکہ بیس کروڑ پاکستانی اس کی پشت پر ہیں ان کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ ان شاء اللہ!

ہم حکمرانوں سے گزارش کریں گے کہ وہ بھارت کے ساتھ بے مقصد مذاکرات میں وقت ضائع نہ کریں اور تجارت کے نام پر اپنی معیشت کو نقصان نہ پہنچائیں۔ پاکستان کی تاریخ میں مذاکرات کی کوئی کمی نہیں رہی۔ معاہدہ تاشقند اور معاہدہ شملہ سے لے کر اب تک بھارت کے ساتھ جتنے بھی مذاکرات ہوئے ہیں مسئلہ کشمیر کے حل میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ آپ جانتے ہیں کہ (ر) جنرل آمر پرویز مشرف بھی مذاکرات کے لیے آگرہ (بھارت) گئے تھے۔ لیکن ناکام واپس آئے۔ اس کے سیاہ دور سے پہلے پاکستان کی تمام جمہوری حکومتوں نے اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق تنازعہ کشمیر حل کرنے کی حمایت و تائید کی اور بھارت کے غلط موقف کی تردید کر کے کشمیری مسلمانوں کے برحق موقف کی بھرپور حمایت جاری رکھی۔ پرویز مشرف کے دور میں کشمیر پالیسی تصادات کا

مدیر اعلیٰ  
بشیر انصاری  
ایم اے

☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری  
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

مجلس  
ادارت

اس شمارہ میں

- 1 درس قرآن وحدیث
- 2 ادارہ
- 4 احکام ومسائل
- 6 سیرت رسولؐ کے چند نصیحت آموز پہلو (خطبہ)
- 10 ہر دوسرے مولانا محمد اسحاق بھٹی
- 13 مسلمان کا مقام علامہ اقبالؒ کی نظر میں
- 14 چنگ بازی..... (مہنت)
- 16 مولانا محمد اسحاق بھٹی کے نام..... (علم)
- 17 دہشت گردی اور خون مسلم کی حرمت
- 19 عباد الرحمن کی صفات
- 22 روڈ قادیانیت..... مولانا حبیب اللہ امرتسری
- 23 تہرہ کتب
- 24 اخبار الجماد

ادارہ ہفت روزہ انصاری کے نام  
اور پتہ: رشتہ کار کے نام سے ملے جائے

پتہ  
ہفت روزہ ”انصاری“

چوک اہل حدیث (المعرفہ بٹی چوک)  
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37725525 فیکس: 042-37720257  
email: weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

سالانہ ..... 600/- روپے  
ششماہی ..... 350/- روپے  
ہذریہ دی ..... 650/- روپے  
ہذریہ ممالک سے ..... 6000/- روپے  
نی پرچہ ..... 20/- روپے

سیکٹر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”السر پرست ان“ شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

شکار اور وطن عزیز کے حقیقی موقف کے برعکس رہی۔ اس نے اقوام متحدہ کی قرار دادوں سے لاقطعی کا اظہار کیا اور یہ بھی کہا کہ ہم کشمیر کا کلیم نہیں کرتے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ ”کشمیر بنے گا پاکستان“ ہمارا نعرہ نہیں، کشمیریوں کا ہے۔ ہم اسے اپنا ٹوٹ انگ قرار نہیں دیتے وہ متنازعہ ہے۔

آخر میں اس امر کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ پاکستان دو قومی نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا تھا اور ریاستوں کے بارے میں یہ پالیسی طے ہوئی تھی کہ مسلم اکثریت کی ریاستیں پاکستان میں شامل ہوں گی۔ ریاست جموں و کشمیر میں مسلمانوں کی بڑی واضح اکثریت موجود ہے لیکن بھارت نے اس پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ ایسی صورت حال میں پاکستان کو کشمیری مسلمانوں کو حق خود ارادیت دلانے کے لیے سیاسی، اخلاقی اور سفارتی ذرائع بروئے کار لانے چاہئیں۔ تاکہ کشمیری مسلمانوں کا نعرہ ”کشمیر بنے گا پاکستان“ پورا ہو جائے۔

## سیکورٹی کے نام پر تعلیمی اداروں کی بندش کا فیصلہ درست نہیں۔ پروفیسر ساجد میر

**خوف قبول کر لیا تو یہ دشمن کی نفسیاتی فتح ہوگی۔ قوم کا مورال بلند رکھنے کی ضرورت ہے۔ جمعیت اساتذہ کے وفد سے گفتگو**

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ سیکورٹی کے نام پر تعلیمی اداروں کی بندش کا فیصلہ درست نہیں۔ خوف قبول کر لیا تو یہ دشمن کی نفسیاتی فتح ہوگی۔ ایسے حالات میں قوم کا مورال بلند رکھنے کی ضرورت ہے۔ مرکزی دفتر میں جمعیت اساتذہ سلفیہ کے وفد سے گفتگو کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ سیکورٹی ضرور یقینی بنائی جائے تاہم طلبہ و طالبات کو خوف کی فضا سے باہر نکالنے کی ضرورت ہے۔ خوف اور دہشت کی فضا پیدا کرنا دشمن کا ایجنڈا ہے، ہمیں سوچنا ہوگا کہیں ہم اپنے اقدامات سے دشمن کو فائدہ تو نہیں پہنچا رہے۔ پروفیسر ساجد میر نے مزید کہا کہ ہم نے تو دشمن کے بچوں کو پڑھانا تھا لیکن ہم اپنے ہی بچوں کو تعلیم سے دور رکھ رہے ہیں۔ ”ہم نے لڑنا ہے ڈرنا نہیں“ کو صرف نعرے کی حد تک نہ رکھا جائے بلکہ عملی جذبہ بیدار کیا جائے کہ ہم بہادر قوم کے فرزند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم حالت جنگ میں ہیں، دشمن طاق لگائے بیٹھا ہے۔ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنائے، اس کے لیے ہر ممکن اقدامات اٹھانے چاہئیں۔ ساجد میر نے کہا کہ تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم بچے بچیاں ہمارا مستقبل ہیں اور دشمن ہمارے مستقبل پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ قوم کے معماروں کی حفاظت کے لیے کوئی کسر اٹھانیں رکھنی چاہیے۔ ہماری انٹیلی جنس ایجنسیوں اور اداروں کو بیرونی عناصر پر بھی کڑی نظر رکھنی چاہیے۔ اساتذہ اور علماء معاشرے میں قیام امن کے ساتھ ساتھ قوم کو خوف کی فضا سے باہر نکالنے کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔

## کراچی آپریشن منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے وزیراعظم اور آرمی چیف کا عزم خوش آئند ہے

**عزیز بلوچ کی گرفتاری بڑی پیش رفت ہے، دشمنوں ان کے سہولت کاروں اور فنڈز دینے والوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ امیر محترم**

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ کراچی آپریشن منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے وزیراعظم اور آرمی چیف کا عزم خوش آئند ہے۔ عزیز بلوچ کی گرفتاری بڑی پیش رفت ہے، بلا تفریق دشمنوں، ان کے سہولت کاروں اور فنڈز دینے والوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے کیونکہ بے لاگ آپریشن سے ہی مثبت نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ مرکزی دفتر میں تنظیمی وفد سے گفتگو کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ پیپلز پارٹی امن دشمن عناصر کی گرفتاریوں پر پریشان ہونے کی بجائے حکومت سے تعاون کرے۔ کراچی آپریشن کو شہر قائد کے باسیوں کے علاوہ پورے پاکستان کی حمایت حاصل ہے اس لئے اس آپریشن کے دوران حائل ہونے والی تمام رکاوٹیں دور کر کے اسے جاری رکھا جائے۔ ہم کراچی میں امن و امان کے قیام کیلئے رنجرز کی کارکردگی کو سراہتے ہیں۔ اس سلسلے میں وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار بھی تعریف کے مستحق ہیں جو بڑی جرأت مندی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ عزیز بلوچ جن سیاسی سرپرستوں اور پولیس افسران کے نام لے رہا ہے انہیں بھی شامل تفتیش کیا جانا چاہیے۔ ان کے خلاف مقدمات فوجی عدالتوں میں چلنے چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ روشنیوں کے شہر میں امن بحال ہوا، ٹارگٹ کلنگ، ہتھ خوری اور اغوا برائے تاوان کی وارداتوں میں کمی واقع ہوئی ہے۔ کراچی آپریشن کے مثبت نتائج سامنے آنے کے بعد وہاں کے شہریوں اور تاجروں نے سکھ کا سانس لیا ہے۔ پیپلز پارٹی اس آپریشن کو مزید جاری رکھنے کے راستے میں روڑے نہ اٹکائے۔



جناب  
مولانا  
حافظ  
ابو محمد عبدالستار احمد  
مرکز الدراسات الاسلامیہ

سلمان کالونی میاں چمن خانیہ لاہور  
فون: 0300-4178626 - 065-2663317  
Email: hammad3316@yahoo.com

# احکام و مسائل

## خطبہ جمعہ کو غور سے سنتا

**سوال** عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ سامعین حضرات دوران خطبہ باتیں کرتے رہتے ہیں یا کسی کو اشارہ سے کوئی کام کہتے ہیں دوسرے حضرات انہیں خاموشی اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں اس کے متعلق وضاحت درکار ہے کہ دوران خطبہ یہ کام کیسے جاسکتے ہیں؟

**جواب** خطیب کو چاہیے کہ وہ مقتضی الحال کے مطابق گفتگو کرنے بے مقصد باتوں سے اجتناب کرے۔ سامعین کو چاہیے کہ وہ ہمہ تن گوش ہو کر خطبہ سنیں اور اپنے دل کے نہاں خانے میں اسے اتارنے کی کوشش کریں۔ اگر کسی کو خاموش کرانا ہو تو خطیب کو چاہیے کہ وہ خود اس فریضہ کو انجام دے سامعین کو اس کی اجازت نہیں کہ وہ باتیں کرنے والوں کو خاموش کرائیں۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے جمعہ کے دن اس وقت بات کی جب امام منبر پر کھڑا خطبہ جمعہ دے رہا ہو تو وہ شخص اس گدھے کی طرح ہے جس نے اپنے اوپر کتابیں اٹھا رکھی ہوں اور اس انسان کا بھی جمعہ نہیں جس نے اسے خاموش رہنے کا کہا۔“ (مسند امام احمد: ج ۱ ص ۲۳۰)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ خطبہ جمعہ کی کیا حیثیت ہے اور اسے سننے کی بجائے باتوں میں مشغول ہونا کس قدر سنگین جرم ہے۔ پھر جو شخص اسے خاموش رہنے کے متعلق کہتا ہے اس کا سرے سے جمعہ ہی نہیں ہوتا جب کہ اس حدیث میں صراحت ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی نماز نہیں ہوئی بلکہ وہ اس ناروا حرکت کی بناء پر ثواب سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک دوسری حدیث میں ہے جسے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم یہ کہو کہ خاموش ہو جاؤ اور امام خطبہ دے رہا ہو تو تم نے لغو کام کیا۔“ (بخاری المجمع: ۹۳۳)

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ اوپر والی حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی تفسیر کرتی ہے یعنی اسے ثواب و اجر سے محروم کر دیا جاتا ہے۔“ (بلوغ المرام: ج ۱ ص ۷۴)

ایک حدیث میں اس کی مزید وضاحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ میں تین طرح کے افراد آتے ہیں: ایک وہ شخص جو لغو کام کرتا ہے اس کا خطبہ جمعہ سے یہی حصہ ہے دوسرا دعا کے لیے آتا ہے یہ دعا کرتا ہے اللہ چاہے تو عطا فرمائے چاہے تو محروم رکھے۔ تیسرا وہ شخص جو خطبہ جمعہ خاموشی سے سنتا ہے اور سکوت اختیار کرتا ہے کسی مسلمان کی گردن پھیلا گئی ہے نہ کسی کو ایذا دیتا ہے اس آدمی کے لیے یہ جمعہ آئندہ جمعہ تک کے لیے اور مزید تین دن کے لیے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتا ہے۔“ (ابوداؤد الصلوٰۃ: ۱۱۱۳)

بہر حال جو حضرات خطبہ جمعہ میں حاضر ہوں انہیں چاہیے کہ وہ نہایت اطمینان و سکون سے خطبہ جمعہ سنیں اور ایسی حرکات نہ کریں جن سے دوسرے نمازیوں کو تشویش ہو۔ اسی طرح دوسروں پر بھی پابندی ہے کہ وہ باتیں کرنے والوں کو خاموشی کی تلقین کر کے لغو حرکت کا ارتکاب نہ کریں۔ واللہ اعلم!

## عدت و فوات کا آغاز

**سوال** میری عمر پچاس سال ہے میرے خاوند جب فوت ہوئے تو میں نے وفات کے دو ماہ بعد عدت گزارنا شروع کی اس طرح میں نے چار ماہ دس دن عدت وفات کے پورے کر لیے کیا ایسا کرنا صحیح تھا؟ اگر نہیں تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔

**جواب** شریعت میں خاوند کی وفات کے ساتھ ہی بیوی پر عدت مرگ واجب ہو جاتی ہے اسے وقت مقررہ سے مؤخر کرنا صحیح نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں اپنے آپ کو چار ماہ دس دن عدت میں رکھیں۔“ (البقرہ: ۲۳۴)

سائلہ کا ایک ماہ بعد عدت کا آغاز کرنا گناہ اور اللہ کی نافرمانی ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا اور توبہ کرنی چاہیے۔ اس گناہ کی تلافی کے لیے مزید نیک اعمال کرنے چاہئیں کیونکہ قرآن مجید میں ہے: ”بلاشبہ نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔“ (ہود: ۱۱۴)

عدت اگر کوئی مجبوری ہو تو گھر سے باہر جانا جائز ہے بشرطیکہ رات کو اپنے گھر واپس آ جائے اور وہ کام عیوب کے بغیر نہ ہو سکتا ہو۔ البتہ شادی وغیرہ میں شرکت کرنا یا کسی مرنے

والے کی تعزیت کے لیے جائز نہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ عدت کا وقت گزر جانے کے بعد اس کی قضا نہیں دی جاسکتی اگر عورت کو خاوند کی وفات کا علم چار ماہ دس دن گزر جانے کے بعد ہو تو اس صورت میں بھی عدت ساقط ہو جاتی ہے۔ بہر حال سالہ نے ایک ماہ بعد عدت شروع کرنے کا کام صحیح نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے اور اس کے گناہ کی صفائی کر دے۔ واللہ اعلم!

### نذر کی جہت تبدیل کرنا

**سوال** میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا کام ہو جائے تو میں مسجد میں ٹکا لگواؤں گا میرا وہ کام ہو گیا ہے لیکن میرے پڑوسی کے گھر میں پانی کا بند دبت نہیں کیا میں اس کے گھر میں واٹر پمپ لگوا دوں تو کیا میری نذر پوری ہو جائے گی۔

**جواب** پہلی بات تو یہ ہے کہ اس طرح کی شرط نذر کو شریعت میں اچھی نظر سے نہیں دیکھا گیا۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”نذر تقدیر کو نہیں بدل سکتی“ اس کی وجہ سے صرف بخیل سے کچھ مال نکالا جاتا ہے۔“ (بخاری الایمان والنذر: ۶۶۹۳)

بہر حال اگر کوئی شرط نذر مانتا ہے تو اسے کام پورا ہونے پر بجالانا ضروری ہوتا ہے تاہم اگر کوئی انسان اس طرح نذر مانتا ہے پھر دیکھتا ہے کہ کوئی دوسری چیز اس سے افضل اور اس کی ضرورت زیادہ ہے تو اس صورت میں جہت بدلی جاسکتی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے کھ فتح کر دیا تو میں بیت المقدس میں نوافل ادا کروں گا اس پر آپ نے فرمایا: ”تم بیت اللہ میں نوافل پڑھ لو۔“ اس آدمی نے پھر اپنی بات دہرائی تو آپ نے وہی جواب دیا اس نے تیسری مرتبہ اپنی بات کا اعادہ کیا تو آپ نے فرمایا: ”پھر جیسے تیری مرضی ہے اس کے مطابق کر لے۔“ (ابوداؤد الایمان والنذر: ۳۳۰۵)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان ادنیٰ درجے کی نذر کو اگر اعلیٰ درجے کی نذر سے بدل لے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ صورت مسئلہ میں اگر مسجد میں نکلنے کی ضرورت نہیں لیکن پڑوسی اس کا زیادہ حقدار ہے تو پڑوسی کے گھر میں واٹر پمپ لگانے میں کوئی حرج نہیں۔ امید ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم!

### بھتیجی کی وراثت

**سوال** ایک آدمی فوت ہوا ہے اس کی اولاد نہیں صرف اس کی بیوی زندہ ہے یا اس کے فوت شدہ بھائی کے بیٹے بیٹیاں یعنی مرحوم کے بھتیجے اور بھتیجیاں موجود ہیں کیا اس کے ترکہ سے بھائی کی اولاد کو حصہ ملتا ہے؟

**جواب** مرنے والے کے ذاتی اخراجات، قرض اور وصیت کے نفاذ کے بعد جو مال بچے اس میں سب سے پہلے ان رشتہ داروں کو حصہ دیا جاتا ہے جن کے حصے قرآن وحدیث میں متعین ہیں انہیں شریعت کی اصطلاح میں اصحاب الفرائض کہا جاتا ہے پھر ان سے بچا ہوا مال عصابات کو ملتا ہے۔ صورت مسئلہ میں مرحوم کی بیوی اصحاب الفرائض سے ہے۔ قرآن کریم میں ہے: ”بیویاں تمہارے ترکہ سے چوتھائی کی حقدار ہوں گی اگر تم بے اولاد ہو اور تمہارے صاحب اولاد ہونے کی صورت میں ان کا آٹھواں حصہ ہے۔“ (النساء: ۱۲)

اس آیت کریمہ کے پیش نظر مرحوم کی اولاد نہیں اس لیے بیوہ کو کل جائیداد سے چوتھا حصہ دیا جائے گا پھر باقی تین حصے مرحوم کے بھتیجوں کو ملیں گے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: ”مقررہ حصے ان کے حقداروں کو دے دو اور جو باقی بچ رہے وہ قریب ترین مرد کو دے دو۔“ (بخاری الفرائض: ۶۷۳۲)

اس میں بھتیجیاں شامل نہیں ہوں گی اس پر تمام اہل علم کا اجماع ہے کیونکہ چار افراد اپنی بہنوں کو عصبہ بناتے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

❁ بیٹا..... اپنی بہنوں کو عصبہ بناتا ہے یعنی وہ اس کے ساتھ جائیداد میں شریک ہوتی ہیں۔

❁ پوتا..... اپنی بہنوں کو عصبہ بناتا ہے اس کے ساتھ اس کی بہنیں بھی شریک ہوں گے۔

❁ حقیقی بھائی اپنی بہنوں کو عصبہ بناتا ہے انہیں بھی حصہ دیا جائے گا۔

❁ پدری بھائی اپنی بہنوں کو عصبہ بناتا ہے وہ اس کے ساتھ وراثت میں حصہ پائیں گی البتہ ان میں تقسیم کی نسبت دو ایک کی ہوگی یعنی مرد کو عورت کے مقابلے میں دو گنا ملے گا۔

اس وضاحت کے پیش نظر صورت مسئلہ میں جائیداد کے چار حصے کر لیے جائیں ان میں سے ایک حصہ بیوہ کو اور باقی اس کے بھتیجوں کو مل جائے گا بھتیجیاں اس سے محروم ہیں۔ واللہ اعلم!





# سیرت رسول کے چند نصیحت آمیز پہلو

ترجمہ: جناب محمد ہاشم یزمانی / جناب عبدالقیوم عبدالستار ————— جناب حافظ یوسف سراج ————— نظر ثانی: 11 ربیع الثانی 1437ھ / 22 جنوری 2016ء

حمد و ثناء کے بعد:

بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے، سب سے احسن طریقہ محمد ﷺ کا اسوہ ہے، دین میں نوا ایجاد کام بدترین اعمال ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔  
لوگو! میں خود کو اور آپ کو اسی چیز کی تلقین کرتا ہوں جس کی تلقین اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کو اور اس امت کو فرمائی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنْ اتَّقُوا اللَّهَ﴾ (النساء: 131)

”تم سے پہلے جن کو ہم نے کتاب دی تھی انہیں بھی یہی ہدایت کی تھی اور اب تم کو بھی یہی ہدایت کرتے ہیں کہ خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو۔“

تقویٰ اختیار کرنے والا برائیوں سے محفوظ رہتا ہے۔ مستعد رہنے والا عافیت میں رہتا ہے۔ غفلت میں پڑنے والا ندامت کا سامنا کرتا ہے۔ وقت آئے گا کہ لوگوں کو اٹھایا جائے گا اور ترازو نصب کیے جائیں گے۔ تو لوگو! اس دن کی تیاری اس طرح کرو جس طرح تیاری کرنے کا حق ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾  
”اس دن کی رسوائی و مصیبت سے بچو، جس دن کہ تم اللہ کی طرف واپس ہو گے، وہاں ہر شخص کو اس کی کمائی ہوئی نیکی یا بدی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر ظلم ہرگز نہ ہوگا۔“ (البقرة)

اے مسلمانو! جس طرح اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس عظیم دین کا سورج اسی ملک سے نکلے اور اس کا پیغام یہیں سے وہاں وہاں پہنچے جہاں جہاں دن اور رات کی گردش کا یہ نظام قائم ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کی ذمہ داری بھی لے رکھی ہے اور اس کی

تقدیر میں لکھ دیا ہے کہ اس امت کا ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا جسے مخالفین اور منافقین کچھ نقصان نہ پہنچا پائیں گے۔ وہ گروہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز عمل پر چلنے والا ہوگا۔

آزمائش اور امتحان کا طریقہ اللہ رب العزت نے جاری کیا ہے۔ اس طریقے کے ذریعے سے وہ دین عظیم کے پیروؤں کو آزماتا ہے۔ اس امتحان کی ابتدا رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی سے کردی گئی تھی اور اس امتحان سے ان تمام لوگوں کو گزرنا ہوگا جو ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو چھانٹ لے اور سچے لوگوں کو پہچان لے۔

جیسے جیسے زمانہ نبوت دور ہوتا جاتا ہے، ویسے ویسے

**”جو لوگ کتاب کی پابندی کرتے ہیں اور جنہوں نے نماز قائم رکھی ہے، یقیناً ایسے نیک کردار لوگوں کا اجر ہم ضائع نہیں کریں گے۔“**

امت کے اندر سے یا باہر سے منافقین اور اسلام دشمن عناصر ابھرتے آتے ہیں۔ وہ عناصر جو طاقت اور لڑائی، کفر اور گمراہی کے ذریعے سے امت پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ امت میں دین کا دفاع کرنے والے علما اور حکمران پیدا فرما دیتا ہے جو لوگوں کو حق سے آگاہ کرتے ہیں، انہیں دین کے صاف شفاف چشمے کی طرف لوٹاتے ہیں اور قرآن و سنت کی طرف لے جاتے ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ يَسْتَكُونُونَ بِالْكُتُبِ وَآقَامُوا الصَّلَاةَ إِنَّآ لَا نُنْصِيخُ أَجْرَ الْمُضِلِّينَ﴾ (الاعراف)  
”جو لوگ کتاب کی پابندی کرتے ہیں اور جنہوں نے نماز قائم رکھی ہے، یقیناً ایسے نیک کردار لوگوں کا اجر ہم ضائع نہیں کریں گے۔“  
گزشتہ دو صدیوں میں امت کو دین اور قوت کے

لحاظ سے کئی مصیبتوں نے آیا ہے، تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے جزیرہ عرب کو، مقام نزول وحی کو ہمیشہ اور جائے ہجرت کو محفوظ رکھا۔ یہاں ایک طاقتور صحیح العقیدہ ریاست قائم ہوئی اور وہ بھی ایسے دور میں کہ جب دنیا عالمی جنگوں اور بین الاقوامی لڑائیوں میں گھری ہوئی تھی۔ ان سب فتنوں اور جنگوں سے اور فکری اور گروہی لڑائیوں سے اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو محفوظ رکھا۔

اس ملک نے دین و دنیا کے معاملے میں منہج وسط اور اعتدال پسندی کو اختیار کیا ہے، کتاب و سنت کو اپنا دستور بنایا، بدعات و خرافات سے دوری اختیار کی اور یوں اس دین کی خوبصورتی کو واضح کر دکھایا۔

اس ملک نے اپنے دین پر قائم رہنے کو دنیا کے معاملات میں شریک ہونے سے بھی کبھی پیچھے رہنے کا سبب نہیں بننے دیا، بلکہ یہ ہر میدان میں پیش پیش رہا، سیاسیات و اقتصادیات میں، سائنس و صنعت میں، افکار اور ڈائلاگ میں یہ دنیا کے ساتھ ساتھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے نصرت سے یوں نوازا کہ اس کی زمین سے خزانے نکال دیے اور اسے بے نیاز کر دیا۔ اس طرح یہ ملک مظلوموں کا سہارا بن گیا، ضعیفوں کا مددگار اور تجارت اور رزق کے متلاشیوں کا مرکز بن گیا اور اس کی خیرات ہر محتاج تک پہنچنے لگی چاہے وہ کوئی فرد ہو یا کوئی ملک۔ اس چیز کا انکار کسی حاسد کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔

یقیناً یہ ملک اس مقام تک اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی نصرت کے ساتھ ہی پہنچ سکا ہے۔ اللہ کی توفیق شامل حال ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے خالص توحید کو اپنایا، شریعت اسلامیہ قائم کی، دین کے معاملے میں عدل و انصاف اور میانہ روی اختیار کی، یہ ملک دین اسلام کی تعلیمات اور اس کی ٹھیک ٹھیک بنیادوں پر قائم رہا، یہاں تک کہ اسے تمام مسلمانوں کی حمایت نصیب ہو گئی اور لوگ اس کی قیادت اور سیادت کا اعتراف کرنے لگے۔ عالم اسلام میں اب بھی بہت خیر باقی ہے اور اسلامی

ممالک بھی اس ملک کے ساتھ کھڑے ہیں۔

جب حادثات پیش آتے ہیں تو حادثات کے معاملے میں سعودی عرب اپنے اصول اور ضوابط رکھتا ہے۔ ایسے موقعوں پر اچھے دوست اور سچے ساتھی مدد کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ امت میں یقیناً بہت خیر موجود ہے۔

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی سنت کا تقاضا اب بھی یہی ہے کہ معرکہ حق و باطل قائم رہے، لوگوں میں اختلافات اور جنگیں برپا رہیں، بھلائی اور برائی کے ذریعے آزمائش موجود رہے۔ جان رکھیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو بے سہارا نہیں چھوڑتا بلکہ اس نے ان کے ہاتھوں میں ایک کتاب تھمائی ہے تاکہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں یا انہیں جو مصیبت بھی درپیش ہو، وہ اس کتاب کی ہدایت اپنائیں، اس کے نور سے فائدہ اٹھائیں، اسے اپنی جائے پناہ بنائیں اور سنت رسول ﷺ کو اپنے لیے نمونہ ٹھہرائیں۔

اے امت اسلام! آج میں کتاب اللہ کی چند وہ منتخب آیات پیش کرتا ہوں جن میں اللہ

رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کے حالات بیان کیے ہیں۔ یقیناً! ان احوال سے اہل ایمان کو جنگی نصیب ہوتی ہے، آزمائشوں میں گھرے لوگوں کو تسلی ملتی ہے اور راہ حق پر ڈٹنے والوں

کو مدد ملتی ہے۔ سورہ آل عمران کی آیات میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے مشرکین کے ساتھ رویے کا ذکر ہے، غزوہ بدر کی فتح کا ذکر ہے، احد کے زخم کا ذکر ہے، آزمائشوں اور فتنوں کا ذکر ہے، اہل ایمان اور شہداء کا ذکر ہے اور منافقین اور دشمنان اسلام کے موقف کا تذکرہ ہے۔ اس طویل سفر کا ذکر ان آیات میں آیا ہے اور ساتھ ساتھ عبرت پکڑنے کی نصیحت اور تلقین بھی کی گئی ہے۔ واقعات کے اسباب بیان کیے گئے ہیں۔ مشکلات سے نکلنے کا راستہ واضح کیا گیا ہے۔ لوگوں کو اسباب و نتائج پر غور کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور ہر طرح کے حالات میں اصول پرستی اور ٹھیک موقف پر یقین اور جنگی کے ساتھ ڈٹے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اصول کے حوالے سے فرمایا:

﴿فَإِنْ حَاجَّكَ قَوْمٌ فَأَسْلُمَتْ وَيُحْيِي اللَّهُ وَ مَن

أَتْبَعَهُ﴾ (ال عمران: 20)

”اب اگر یہ لوگ تم سے جھگڑا کریں تو ان سے کہو

کہ میں نے اور میرے پیروؤں نے تو اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔“

موقف کے حوالے سے فرمایا:

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ (ال عمران)

”دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔“

اہل ایمان کو تسلی دینے کے لیے فرمایا:

﴿إِنْ يَسْأَلُكُمْ قَوْمٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُكُمْ ۚ وَ تِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَ لِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيُخَوِّذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۚ وَ اللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَ لِيُمْتَخِنَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَ يَمْحَقَ الْكُفْرِينَ ۝﴾ (ال عمران)

”اس وقت اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے یہ تو زمانہ کے نشیب و فراز ہیں جنہیں ہم

**اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی سنت کا تقاضا اب بھی یہی ہے کہ معرکہ حق و باطل قائم رہے، لوگوں میں اختلافات اور جنگیں برپا رہیں، بھلائی اور برائی کے ذریعے آزمائش موجود رہے۔**

لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں، تم پر یہ وقت اس لیے لایا گیا کہ اللہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون ہیں، اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا جو واقعی (راسی کے) گواہ ہوں کیونکہ ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں ہیں۔ اللہ اس آزمائش کے ذریعہ سے مومنوں کو الگ چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کر دینا چاہتا تھا۔“

کیونکہ باطل کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔ زندگی میں زخم لگنا اور آزمائشیں آنا لازم ہیں۔ وہ اس لیے کہ دوست اور دشمن میں فرق کیا جاسکے، مصلحت پسند اور خود غرض چھٹ جائیں۔ اہل اخلاص اور سچے لوگ واضح ہو جائیں، جو جنگی اور آسانی میں نبی ﷺ کی نصرت اور مدد کرتے ہیں اور حالات سے قطع نظر اللہ رب العزت سے جڑے رہتے ہیں۔

مسلمانو! اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے احد میں شکست ہونے کے بعد مسلمانوں کا حال نقل فرمایا ہے۔ اپنے

دوستوں کی تعریف کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَ الرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ﴾ (ال عمران: 172)

”جن لوگوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک کہا۔“

اس آیت کا اشارہ واقعہ (حراء الاسد) کی طرف ہے۔ اس واقعے میں بھی سیاست، عزت اور دین پر جان نچھاور کرنے کی عظیم مثالیں موجود ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ غزوہ احد میں مسلمانوں کو زخم لگا، ستر صحابہ شہید ہو گئے، مشرکین روجاء کے علاقے میں جا کر ٹھہر گئے۔ آپ ﷺ کو خدشہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مشرکین مسلمانوں کے ضعف کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مدینہ پر حملہ آور ہو جائیں اور وہاں کے مالوں اور اولاد کو نقصان پہنچائیں۔

راوی نقل کرتا ہے کہ غزوہ احد کے بعد جب رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز ادا کی تو آپ ﷺ کے ساتھ اس اور خراج کے سردار بھی موجود تھے۔ ان سب نے مسجد ہی میں رات گزاری تھی۔ جب آپ ﷺ نماز کے بعد پیچھے مڑے تو حضرت بلال کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کرادے کہ:

”اللہ کے رسول تمہیں کو دشمن کے تعاقب میں نکلنے کا حکم دیتے ہیں۔ صرف وہی لوگ نکلیں جو کل کی جنگ میں ہمارے ساتھ شریک تھے۔“

جنگ سے واپس آتے ہی آپ ﷺ نے اپنی قوم کو پھر سے نکلنے کا حکم دے دیا حالانکہ زخمی بہت زیادہ تھے۔ بنی الاہبل کی اکثریت بلکہ تقریباً اس قبیلے کے سب ہی لوگ زخمی تھے۔ اسی حال میں سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جاتے ہیں اور اپنی قوم سے کہتے ہیں:

”اللہ کے رسول آپ کو دشمن کے تعاقب میں نکلنے کا حکم دے رہے ہیں۔“

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ، جن کے جسم پر سات زخم تھے، اٹھتے ہیں، اپنا اسلحہ اٹھاتے ہیں اور زخموں کی پروا کیے بغیر فوری طور پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا ملتے ہیں۔

سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس جاتے ہیں، انہیں نکلنے کا حکم دیتے ہیں تو وہ بھی تیاری کرتے ہیں اور جا ملتے ہیں۔



حراء کے مقام تک لے آئے۔ ہم نے ایک دن دو اونٹ ذبح کیے اور دوسرے دن تین۔ رسول اللہ ﷺ دن کے وقت ہمیں جلانے کے لیے لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دیتے تھے اور رات کے وقت لکڑیاں جلانے کا حکم دیا کرتے تھے۔ ہم میں سے ہر کوئی رات کے وقت آگ جلا کر لے جاتا تھا۔

ان راتوں میں ہم پانچ سو جگہ آگ جلاتے تھے۔ ہمارے لشکر اور ہماری آگ کی خبر ہر طرف پھیل گئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دشمن کی پسپائی لکھ دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اور وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوئی ہیں، اُن سے ڈرو تو یہ سن کر ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔ آخر کار وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ پلٹ آئے، ان کو کسی قسم کا ضرر بھی نہ پہنچا اور اللہ کی رضا پر چلنے کا شرف بھی انہیں حاصل ہو گیا، اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔“

(آل عمران: 173-174)

یہ خیراء الاسد کا واقعہ ہے اور یہ ہیں تب کے احوال۔ آپ ﷺ خود بھی اور صحابہ کرام بھی اپنے زخم اور دریں لیے نکل پڑے۔ تاکہ دشمن کو یہ پیغام دیں کہ ان میں اب بھی طاقت ہے اور مدینہ کے حامی اب بھی موجود ہیں۔ زخم لگنے کے باوجود وہ شکست خوردہ نہیں ہوئے، کیونکہ جس جگہ شیر نظر نہ آئیں وہاں بھیڑیے راج کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو نصرت عطا فرمائی اور حملہ آوروں کی چال سے مؤمنین کو بچالیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اس وقت اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے یہ تو زمانہ کے نشیب و فراز ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں تم پر یہ وقت اس لیے لایا گیا کہ اللہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون ہیں، اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا جو واقعی (راستی کے) گواہ ہوں کیونکہ ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں ہیں اور

”اگر آپ کو طویل زندگی مل گئی تو بہت سے گھوڑے، گدھے اور اونٹ سواری کے لیے میسر آجائیں گے۔“

آپ ﷺ خود بھی زخمی حالت میں نکلے تھے۔ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر زخم کا نشان موجود تھا، پیشانی پر بالوں کی جڑ کے قریب گہرا زخم تھا۔ دندان مبارک متاثر تھے اور ہونٹ مبارک اندر سے پھٹ چکا تھا اور سوجا ہوا تھا۔ دائیں کندھے میں بھی درد تھا کیونکہ ابن مُثَنِّی نے آپ ﷺ کو وہاں ضرب لگائی تھی۔ اسی طرح گھٹنے بھی زخمی تھے۔

آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے، دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ لوگ اکٹھے ہو چکے تھے، جن جن کو آپ ﷺ کا حکم ملا تھا وہ دور دور سے آچکے تھے، آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اپنے گھوڑے کو مسجد کے دروازے پر منگوا لیا۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے ملے، جنہوں نے منادی سن لی تھی اور وہ اب آپ کے رکاب نکلنے کے منتظر تھے۔

رسول اللہ ﷺ جنگ کے لباس میں ملبوس تھے اور صرف آپ ﷺ کی آنکھیں ہی نظر آ رہی تھیں۔ آپ

سیدنا ابوقحادہ رضی اللہ عنہ زخموں کے علاج میں مصروف اپنی قوم کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بلائے والا آیا ہے اور وہ دشمن کے تعاقب میں نکلنے کا حکم سن رہا ہے۔ وہ لوگ اسلحہ کی طرف بھاگتے ہیں اور اپنے زخموں کی پروا تک نہیں کرتے۔

بنو سلمہ میں سے چالیس زخمی نکلتے ہیں، سیدنا طفیل بن النعمان رضی اللہ عنہ جن کے جسم پر تیرہ زخم تھے، سیدنا یحییٰ بن صہم رضی اللہ عنہ جسم پر دس زخم تھے، سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جن کے جسم پر دس پندرہ زخم تھے، یہ سب اپنا اسلحہ لیے صف بنائے زُأَمُّ الْقَيْشِ کے قریب بٹو آبی عتبہ کے مقام پر آپ ﷺ کے سامنے پیش ہو جاتے ہیں۔

جب آپ ﷺ انہیں دیکھتے ہیں کہ ان کے زخم بہت زیادہ ہیں تو آپ ﷺ فرماتے ہیں: ”اے اللہ! بنو سلمہ پر رحم فرما۔“

امام واقدی نقل کرتے ہیں کہ عتبہ بن جبیر نے اپنی قوم کے بارے میں بتایا کہ سیدنا عبد اللہ بن سہل رضی اللہ عنہ

سیدنا سہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ جب احد سے واپس آئے تو ان کے جسم پر کئی زخم تھے۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ زیادہ زخمی تھے۔ جب صبح ہوئی اور سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا حکم سنایا کہ دشمن

کے تعاقب میں نکلتا ہے، تو یہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک جنگ چھوٹ جاتا تو بہت بڑی ندامت کا باعث بنے گا۔ بخدا ہمارے پاس کوئی سواری نہیں! کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا کریں!

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: چلو چلتے ہیں۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے کہا، میں تو چل بھی نہیں سکتا۔ بھائی نے کہا: چلو ریٹکتے ہوئے چلتے ہیں اور آہستہ آہستہ پہنچ ہی جاتے ہیں۔ اس طرح وہ دونوں ریٹکتے ہوئے نکلے۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کمزور پڑ گئے۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کبھی انہیں اپنی کمر پر اٹھا لیتے اور کبھی تھوڑا چل لیتے۔ یہاں تک کہ وہ عشا کی نماز کے وقت آپ ﷺ سے جا ملے۔ اس رات آپ ﷺ کی حفاظت پر سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ مامور تھے۔ دونوں کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کس چیز نے اب تک آپ کو روک رکھا تھا؟ انہوں نے اپنی حالت کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ان کے لیے خیر کی دعا فرمائی اور فرمایا:

”طلحہ! تمہارا اسلحہ کہاں ہے؟“ میں نے کہا: ابھی لے آتا ہوں۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دوڑتا ہوا نکلا جنگی لباس پہنا، تلوار اٹھائی، اپنے سینے پر سے کپڑے اتارے حالانکہ اس وقت میرے جسم پر نو زخم تھے لیکن مجھے اپنے زخموں کی نسبت آپ ﷺ کے زخموں کی زیادہ فکر تھی۔

پھر آپ ﷺ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: ”طلحہ! دشمن کو دیکھ رہے ہو؟“ میں نے کہا: وہ سیالہ کے مقام پر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یہی توقع تھی، لیکن آج کے بعد وہ ہمارا اتنا نقصان کبھی نہ کر پائیں گے جتنا کل کر گئے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فتح مکہ سے نواز دے گا۔“

صحابہ کرام کو لیے آپ ﷺ حراء الاسد کے مقام پر پہنچے اور وہاں قیام فرمایا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس روز ہمارا کھانا تقریباً کھجور ہی تھا۔

سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تیس اونٹ اور کچھ بکریاں

وہ اس آزمائش کے ذریعہ سے مومنوں کو الگ چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کر دینا چاہتا تھا۔ کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے اور اس کی خاطر صبر کرنے والے ہیں۔“  
(آل عمران: 139-142)

دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد!

ہم دیکھ رہے ہیں کہ مشرق و مغرب کے دشمنان اسلام مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ عین اسی وقت خفیہ دشمن بھی نشتر چلا رہے ہیں۔ پوری انسانی تاریخ میں انہوں نے امت اسلامیہ کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے اور ان کی صفوں کو اندر سے کھوکھلا کرنے کا کوئی موقع کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ تاریخی حادثات اور مظالم سے انہوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے اگرچہ وہ ان کے لیے سازگار نہ بھی ہوں اور ان کے اسباب ان کے ہاتھ میں بھی نہ ہوں۔

یہ دشمنان اسلام ہم پر دہشت گردی کی تہمت لگاتے ہیں حالانکہ دہشت گردی کی آگ میں بھی ہم جلیں رہے ہیں۔ یہ کھلا تضاد اور صریح ظلم ہے۔ اس وقت امت اسلامیہ اس سے دفاع میں مصروف ہے۔ ان کا بھرہ و سارف صرف اللہ تعالیٰ پر ہے۔ ہم جب بھی سیاسی گٹھ جوڑ اور دفاعی اتحاد و معاہدوں کی خبریں سنتے اور دیکھتے ہیں تو ہمیں ان کی چنداں پروا نہیں ہوتی جب تک ہم اللہ رب العزت پر بھروسہ کیے رکھیں کیونکہ جب تک ہم نہ بدل جائیں وہ ذات اپنے فیصلوں کو تبدیل نہیں کرتی۔ ہم اگر اسی کی پناہ میں آجائیں تو وہ ہمیں کبھی رسوا نہیں ہونے دے گا۔ حالات کیسے بھی مشکل ہوں، اس سے تعلق بنانے والا کبھی شکست خوردہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا تقرب ہر وقت مطلوب ہے، موجودہ حالات میں اس کے تقرب کا حصول لازمی اور واجب ہے۔ اللہ سے رابطہ بنانا سب لوگوں کے لیے ضروری ہے۔ اپنی ذوریوں اس سے باندھنا لازمی ہے، جبکہ اس سے دوری اور لاتعلقی دشمنان اسلام کا آسان ہدف بنا دیتی ہے۔

ہمارا ملک اللہ کے فضل و کرم سے، اس کے قائدین اور عوام دونوں ہی خطرات و حادثات سے بخوبی آگاہ ہیں۔

ان حادثات نے اس مملکت کے عربوں اور مسلمانوں کے حقیقی جوہر آشکار کر دیا ہے۔ وہ پہلے سے مضبوط دین دار اور سچے توکل کے حامل بن گئے ہیں۔ اسی طرح ان میں اخوت و اتحاد مضبوط ہوا ہے، جبکہ قیادت توحید و انفرادیت کے اصول کے ساتھ پوری احتیاط سے آگے بڑھ رہی ہے۔ اپنی فورسز اور تیاری پر انہیں پورا بھروسہ ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ امت روشن مستقبل کی امیدیں لگائے ہوئے ہے۔ وہ اقوام عالم کے ساتھ مقابلے کے لیے پر جوش ہے۔ وہ مشکلات کے سامنے شکست تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں، انہیں تھکاوٹ روک نہیں سکتی، یہ امت اللہ کی رحمت اور نصرت سے کبھی مایوس نہیں ہوتی۔ ہماری آنکھوں میں اللہ کی نصرت کے وعدے سچے ہیں اور ہم وہ پہلی قوم نہیں ہیں جنہوں نے اپنی من پسند زندگی کے حصول کے لیے دیگر اقوام کا مقابلہ کیا۔ مسلمانوں کی طویل تاریخ میں ایسا موقع کبھی نہیں آیا جب ان کی زندگی مشکلات سے خالی ہو، کبھی شاہراہ زندگی ان کے لیے خالی نہیں ہوئی۔ یہی اللہ

یہ دشمنان اسلام ہم پر دہشت گردی کی تہمت لگاتے ہیں حالانکہ دہشت گردی کی آگ میں بھی ہم جلیں رہے ہیں۔ یہ کھلا تضاد اور صریح ظلم ہے۔

کا طریقہ ہے۔ لہذا ہر سستی اور غفلت سے انسانوں اور جنوں میں سے شیطانی قوتیں حق اور اہل حق کو نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اللہ کی قسم! اللہ ہمیں ہرگز رسوا نہ ہونے دے گا۔ ہم کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا اگر ہم اپنے اہداف کو قرآنی ہدایات و تعلیمات کے مطابق طے کر لیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ إِذَا مَكَتَهُمْ فِي الْأَرْضِ أَخَاثُوا الصَّلَاةَ وَ آتَوْا الزَّكَاةَ وَ آمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ﴾  
وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٥٠﴾ (الحج)

”وہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے منع کریں گے اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔“

خیر کے اعمال سرانجام دینا اور لوگوں کی اس کی دعوت دینا، امت اسلامیہ کی واضح خوبی، باطنی صلاحیت اور دائمی

فریضہ ہے، جس کی شہرت دنیا کے کونے کونے میں ہے۔ یہ ایسی امت ہے کہ جو اللہ کے پیغام اور دعوت حق کو لوگوں تک پہنچانے کی ذمہ دار ہے، وہ شرف و منزلت سے سرفراز ہے، حقیر چیزوں سے کنارہ کش ہے، باہمی رحمت و شفقت کے جذبات سے ہمکنار ہے اور لوگوں کی پسندیدہ جماعت ہے، کیونکہ وہ کمزوروں کا سہارا اور مظلوموں کا آسرا ہے۔

اللہ کے فضل و کرم سے ہمارا ملک اس خوبی اور امتیاز کا مستحق ہے۔ اللہ کو شرک کے مقابلے میں توحید محبوب ہے۔ کفر کی بجائے ایمان محبوب ہے۔ ظلم کی بجائے عدل و انصاف پسند ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرْثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ﴾ ﴿٢١﴾ (الانبیاء)

”اور زبور میں ہم نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔“

الحمد للہ! مملکت سعودی عرب اللہ کی قوت و مدد سے

مضبوط اور اپنے بنیادی اصولوں اور پختہ ایمان کی وجہ سے طاقتور ہے۔ ہمیں اپنی فورسز اور دفاعی صلاحیتوں پر بھرپور اعتماد ہے۔ مملکت اپنے امن و امان کو برباد کرنے کی قطعاً اجازت

نہیں دے گی۔ اپنے عوام کو انتشار کا شکار کرنے کا موقع ہرگز نہ دے گی، جبکہ مملکت سعودی عرب اسلام کا گہوارہ ہے۔ مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ حرمین شریفین کی خادم ہے۔ اس کی حدود و کروڑوں مسلمانوں کے سبھی دلوں میں ہے۔ اس کی محبت و احترام مسندوں سے گہرا اور صحراؤں سے ماورا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اور مسلمانوں کے ممالک کی حفاظت فرمائے۔

اے اللہ! ہم اپنی قوت و طاقت سے براءت کا اظہار کرتے ہیں اور تیری قوت و طاقت پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اے اللہ! اے ہمارے رب! ظالم قوم کے ہاتھوں ہمیں کسی فتنے کا شکار نہ بنا۔ ہمیں اپنی رحمت سے کافروں سے نجات عطا فرما!

اے اللہ! ہمارے ملک اور تمام اسلامی ممالک میں امن و امان اور خوش حالی کو فروغ دے دے۔ شریر لوگوں کے شر، فاجروں کے مکر و فریب اور دن و رات کے حملہ آوروں سے ہمیں کافی ہو جا!



حکومت میں وزیر داخلہ اور پھر 1982ء سے لے کر 24 جولائی 1987ء کے درمیانی وقفے میں ہندوستان کے صدر جمہوریہ بنے اور اس کے سیکرٹری ہمارے ممدوح مولانا محمد اسحاق بھٹی تھے۔ اس ”پر جا منزل“ کو آزادی کی صبح تک کن کن مصائب سے دوچار ہونا پڑا اور کس مدد جزر سے گزرنا پڑا اس کی تفصیل مولانا نے اپنی کتاب ”نقوشِ عظمتِ رفیعہ“ میں اپنے بچپن کے دوست اور تحریک آزادی کے ہم سفر گیانی ذیل سنگھ کے تذکرے میں بڑی خوب صورتی سے بیان کی ہے۔ مولانا ہجرت کے بعد پاکستان آ گئے، فیصل آباد کی تحصیل جڑانوالہ کے ایک گاؤں ڈھیسیاں میں پڑاؤ کیا۔

1951ء میں مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ ریسرچ فیلو کی حیثیت سے جب ادارہ ثقافت اسلامیہ (لاہور) سے منسلک ہو گئے تو ان کی جگہ بھٹی صاحب کو ”الاعتصام“ کا ایڈیٹر بنادیا گیا۔ آپ پندرہ سال تک اس کے ایڈیٹر رہے اس دور میں انہیں بے شمار علماء و زعماء سے میل ملاقات اور گفتگو کے مواقع ملے، جن سے آپ نے خوب استفادہ کیا اور اس دوران آپ نے ”الاعتصام“ کے کئی نمبر شائع کئے، جن میں فروری 1956ء میں شائع ہونے والا ”حجیت حدیث نمبر“ مئی 1957ء میں شائع ہونے والا ”1857

نمبر“ قابل ذکر ہے، جو کہ جہاد آزادی کا ایک اہم تحقیقی اور برصغیر کی سیاسی دستاویز ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے کئی عید نمبر اور آئین نمبر وغیرہ کی اشاعت کا بھی اہتمام کیا تھا۔ اخبار الاعتصام کے دفتر کے متعلق دلچسپ معلومات دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”بڑے سائز کے سولہ صفحات کے اخبار میں خود ہی خاکروب، خود ہی کلرک، خود ہی مینیجر اور خود ہی ایڈیٹر تھا، یعنی ان تمام مناصب پر میں اکیلا قابض تھا۔ الحمد للہ! رب تعالیٰ نے بڑی توفیق عطا فرمائی تھی۔“

اسی دوران جنوری 1958ء کو اپنا ذاتی اخبار ”روزہ“ ”منہاج“ جاری کیا جو اگست 1959ء تک جاری رہا۔ جبکہ ”روزنامہ“ ”امروز“، ”روزنامہ“ ”پاکستان“، میں کئی سال تک مضمون نویسی اور کالم نگاری کرتے رہے۔ نیز



کھلے دل سے کیا ہے اور یہ خود ان کی عظمت کی دلیل ہے۔ مولانا مزاجاً اعتدال پسند تھے۔ وہ خود کہا کرتے تھے کہ میری تربیت جن علمائے کرام میں ہوئی ہے وہ نہایت بلند پایہ شخصیات تھیں، وہ بے حد معتدل مزاج تھے، اور اپنی بات ثابت انداز میں کرتے تھے۔ منفی نقطہ نظر سے کوسوں دور تھے، ان میں سے کسی نے بھی کفر و شرک، الحاد و بے دینی کے فتوے جاری نہیں کئے، وہ لوگوں کو مسلمان بنانے کے خواہاں تھے اور اسی کیلئے کوشاں رہتے تھے، ان میں سے کسی نے نہ الحاد کی دکان لگائی، نہ کفر کی تقسیم کے لئے کوشاں رہے، نہ لوگوں کو مشرک بنانے کا دھندہ کیا، نہ کسی کو جنت سے نکالنے اور جہنم میں داخل کرنے کی کوشش کی۔ ان شخصیات میں مولانا داؤد غزنویؒ، مولانا اسماعیل سلطیؒ، مولانا عطاء اللہ حنیفؒ نمایاں ہیں۔

**وہ کہنہ مشق صحافی، مؤرخ، عالم دین، تجزیہ نگار اور خاکہ نگار تھے جنہوں نے 90 سال تک اپنے رشحاتِ قلم کی عطر بیزی سے طالبانِ علوم دینیہ، اور مجاہدِ اسلامی صحافت کی مشامِ روح کو معطر کئے رکھا۔**

مولانا تحریک آزادی کے دور میں جوان ہوئے، وہ دور جس میں مولانا آزاد کے ”الہلال“، ”البلاغ“، مولانا محمد علی جوہر کے ”ہمدرد“، اور ”کامریڈ“، علامہ اقبال کے فلسفہ خودی، مولانا ظفر علی خان ظفر کے ”زمیندار“ اور شبیر احمد جوش ملیح آبادی کی انقلابی نظموں اور تحریک خلافت، تحریک عدم تعاون، اور تحریک ”ہندوستان چھوڑ دو“، جیسی تحریکوں نے ہر درد دل رکھنے والے کو متاثر کیا، ساری قوم استعمار کے آگے سینہ سپر ہو گئی، بھلا ایسے حالات میں مولانا بھی تحریک آزادی وطن سے اپنا دامن کیسے بچا سکتے تھے۔ آپ نے اپنی ریاست کی ”پر جا منزل“ میں شمولیت اختیار کر لی، جس کے صدر اس زمانے میں گیانی ذیل سنگھ جی تھے جو بعد میں مشرقی پنجاب کے وزیر اعلیٰ پھر مرکزی

انیس برس پہلے میں نے پہلی مرتبہ مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ کو دیکھا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں نے جامعہ پنجاب سے ایم اے کر کے دبستان صحافت کی دہلیز پر پہلا قدم رکھا تھا۔ ایک طفل کتب کیا جانے کہ بھٹی صاحب کون ہیں۔ تاہم یہ احساس مجھے اپنی گرفت میں لیے ہوئے تھا کہ میں مولانا ابوالکلام آزادؒ کے دور کی شخصیت کے حضور میں ہوں۔ میں نے انکے گھر خادم قرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو دیکھا کہ تمیزانہ عجز کے ساتھ ان کے حضور موجود ہیں تو ان کی عظمت کا احساس مزید گہرا ہو گیا۔ بیس برس سے علم و ادب کی دہلیز ہی پر کھڑا ہوں۔ اپنی کوتاہ نگاہی کا اعتراف ہے کہ میں اسے پار نہ کر سکا۔ لیکن ان برسوں میں یہ ضرور جان لیا کہ برصغیر میں علمِ اسماء الرجال کے فن اور شخصیت نگاری کا سہرا مولانا بھٹیؒ کو جاتا ہے۔ علم و فکر کی دنیا میں ایک مدت سے خزاں کا راج ہے۔ اس بے کیفی نے مولانا اسحاق بھٹیؒ کی کمی کا احساس بڑھا دیا ہے۔

وہ کہنہ مشق صحافی، مؤرخ، عالم دین، تجزیہ نگار اور خاکہ نگار تھے جنہوں نے 90 سال تک اپنے رشحاتِ قلم کی عطر بیزی سے طالبانِ علوم دینیہ، اور مجاہدِ اسلامی صحافت کی مشامِ روح کو معطر کئے رکھا۔ مولانا نے اپنی شگفتہ تحریر اور جادو بیانی سے اس فن کو تازگی اور اس فکر کو بالیدگی عطا فرمائی ہے۔ مولانا اپنے قلم کے ذریعہ شخصیت کے گفتار و کردار کا اس انداز سے احاطہ کرتے کہ وہ شخص ایک زندہ آدمی کی طرح تخیل کے سہارے متحرک ہو کر چلتا پھرتا نظر آتا۔ وہ جاندار اور بھر پور انداز سے شخصیت کو ابھارتے کہ جیتے جاگتے انسان کو قاری کے سامنے لا کھڑا کر دیتے۔ شخصیت کی خلوت اور جلوت کی مثالوں سے لبریز ان کے خاکوں کی بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے بڑے لوگوں کی عظمت کا اعتراف



عاجز انداز میں کہا کرتے تھے کہ ”یہ فقیر غزنوی، لکھنوی، روپڑی خاندانوں سے لے کر معروف شخصیات کے تذکروں سے مزین 50 ہزار صفحات تحریر کر چکا ہے، جن میں بڑے بڑے خاندانوں کی تاریخ محفوظ کر دی ہے، خاندانوں اور شخصیات پر جو معلومات میں نے لکھ دی ہیں وہ انکی اولاد کو بھی شائد معلوم نہ ہوں۔“

آخری دنوں میں وہ ناشر اور پبلشرز سے بھی شکوہ کننا نظر آئے اور اکثر کہا کرتے کہ دونوں میں ”شر“ کی قدر مشترک ہے۔ ان کی یہ کیفیت بتاتی تھی شائد انہیں اپنی محنت کا پورا معاوضہ نہیں ملتا تھا، لیکن ان کی کتابوں کے ناشر حضرات ماشاء اللہ بہت خوشحال ہیں۔ مگر مولانا کے حالات کچھ خاص نہیں بدلے تھے۔ انہیں مولانا معین الدین لکھنوی سے بڑا پیار تھا۔ ایک دفعہ مجھے کہنے لگے کہ یار! مجھے مولانا لکھنوی سے ہی ملاؤ، میں نے گاڑی میں

بٹھی صاحب کو بٹھایا اور مولانا لکھنوی کو ملنے اکاڑہ پہنچ گئے، مولانا شدید نقاہت میں تھے، انکے گھر قدم رکھا تو وہ لیٹے ہوئے تھے انہیں بتایا کہ لاہور سے اسحق بھی صاحب آئے ہیں تو وہ تکلیف کی وجہ سے کراہ رہے

تھے، بڑی نحیف آواز کے ساتھ بولے اور اسٹے کی کوشش کی کہ میں اپنے دوست کو گلے لگا سکوں، وہ منظر بڑا جذباتی تھا، مولانا لکھنوی نے بٹھی صاحب کو گلے لگا کر چیخیں مار کر رونا شروع کر دیا اور اسحاق بٹھی! اسحاق بٹھی! کہہ کر پکارتے رہے۔ پھر دونوں مرکز الاسلام لکھنوی کے اور ماضی کی یادوں میں گم ہو گئے، مولانا لکھنوی کو اپنی گھوڑی یاد آگئی اور کہنے لگے کہ اٹھتی بھی تمہیں وہ گھوڑی یاد ہے ناں.....؟

مولانا کے رشحات فکر کا مطالعہ ان کی درج ذیل کتابوں سے کیا جاسکتا ہے:

”قافلہ حدیث، گلستان حدیث، دبستان حدیث، تذکرہ قاضی سلیمان منصور پوری، تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، تذکرہ صوفی محمد عبداللہ، تذکرہ مولانا احمد الدین لکھنوی، قصوری خاندان، ارمغان حنیف، تذکرہ مولانا محمد اسماعیل سلفی، برصغیر میں علم فقہ، برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش، برصغیر میں اہل حدیث کی آمد، فقہائے پاک و ہند، اہل حدیث خدام قرآن، میاں فضل حق اور ان کی

بھی ہم سب کے سروں پر ہوتا تھا، وہ اپنی تمام تر ضعیفی کے باوجود بھی ہمارے ساتھ بے تکلف دوستوں کی طرح پیش آتے۔ ان کی گفتگو نہایت سادہ مگر دل نشین اور معلومات افزا ہوتی، مختصر اور چھوٹے چھوٹے جملوں میں ساری بات کہہ جاتے تھے اور وہ باتیں بیان کرتے جو کسی مضمون، مقالے یا کتاب میں نہ مل سکتیں۔ مولانا اسلامی علوم کا سمندر تھے اور چونکہ ایک نقطہ نظر بھی رکھتے تھے اس لیے اسلامی علوم و فنون کو ایک خاص تعبیر کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ ان کی کوئی کتاب یا تحریر ایسی نہیں ملے گی جو محض کسی غیر علمی مقصد کے لیے لکھی گئی ہو۔ بے معنی تحریر وہ لکھ ہی نہیں سکتے تھے۔ مولانا کو خراج عقیدت کون کیا پیش کرے ان کا علمی کام اور ان کی شخصیت یہ کام خود کرتی رہے گی۔ ہم تو ان کے جوتوں کی خاک بھی نہیں۔ لیکن قدرت کو اپنے اس نمائندہ بندے کی بس اتنی ہی ضرورت تھی اور ان

**مولانا نیک طبع، ملن سار اور ہر دلعزیز انسان تھے۔ ان کی موجودگی سے محفلیں کشت زعفران بنی رہتی تھی۔ شگوفوں کا ایک طوفان ہوتا تھا۔ وہ اپنی تمام تر ضعیفی کے باوجود بھی ہمارے ساتھ بے تکلف دوستوں کی طرح پیش آتے۔**

کو واپس بلا لیا گیا۔ جنت الفردوس میں قیام کے لیے اور ان کی خدمات کے اجر کے لیے۔

اپنے صحافی سفر میں مجھے جن نامور شخصیات سے ملاقاتوں اور انٹرویوز کا موقع ملتا رہا وہ آج سب اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں جن میں نمایاں طور پر نواب زادہ نصر اللہ خاں، مولانا عبدالستار خاں نیازی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا اجل خاں، منیر نیازی، احمد ندیم قاسمی، مولانا عبدالقادر آزاد، میاں طفیل محمد، قاضی حسین احمد، مولانا عبدالقادر روپڑی، ڈاکٹر اسرار احمد، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا ضیاء الرحمن فاروقی، مولانا اعظم طارق، غلام حسین شفی، مفتی غلام سرور قادری کے علاوہ مولانا محمد اسحق بٹھی مرحوم بھی شامل تھے۔ آج سے ۲۰ برس قبل ادارہ ثقافت اسلامیہ میں ان کا انٹرویو کیا تھا، جہاں اس وقت وہ ریسرچ فیلو اور مجلہ المعارف کے مدیر تھے۔ میں نے مولانا کو سب سے زیادہ عاجزی والا اور درویش صفت انسان پایا۔ وہ میرے نانا شیخ الحدیث حافظ محمد عبداللہ بڑھیا لوی کے خالہ زاد تھے۔ اس لحاظ سے وہ ہمارے عزیز بھی تھے۔ وہ

مشہور صحافی جناب حبیب الرحمن شانی کے ماہنامہ ”قوی دا بجٹ“ میں ایک عرصے تک شخصیات پر سلسلہ تحریر جاری رکھا۔ پھر حالات نے ایک اور پلٹا کھایا تو 30 مئی 1965ء کو اخبار ”الاعتصام“ کی ادارت سے مستعفی ہو کر چند ماہ حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے صاحب زادے سید ابو بکر غزنوی رحمہ اللہ کے ساتھ مل کر ہفت روزہ ”توحید“ جاری کیا، پھر انہوں نے 11 ستمبر 1965ء کو اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔

2 اکتوبر 1965ء کو مشہور اسلامی تحقیقی ”ادارہ ثقافت اسلامیہ“ نے بغیر کسی درخواست کے ریسرچ سکالر کی حیثیت سے مولانا بٹھی کی خدمات حاصل کر لیں۔ یہ وہ ادارہ ہے جو برصغیر کے معروف محققین کا مرکز تھا جکا مقصد اسلامی تہذیب و ثقافت کے مختلف پہلوؤں کا علمی و تحقیقی مطالعہ کرنا تھا۔ ادارے کے ارکان کے انتخاب میں

اس وقت اس امر کا خیال رکھا جاتا تھا کہ وہ قدیم و جدید علوم پر قدرت کاملہ رکھتے ہوں۔ چنانچہ مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا محمد جعفر شاہ پھلوری، مولانا مظہر الدین صدیقی،

ڈاکٹر محمد رفیع الدین، جناب بشیر احمد ڈار، پروفیسر محمد سرور، رئیس احمد جعفری اور شاہد حسین رزاقی جیسے جید علما کا انتخاب کیا گیا۔ خلیفہ عبدالکیم کے بعد محمد شریف کو نظامت کے فرائض سونپے گئے اس کے بعد شیخ محمد اکرام نے اس ادارے کی صدارت سنبھالی۔ 1973ء میں پروفیسر محمد سعید اس ادارے کے ناظم مقرر ہوئے۔ جب کہ کچھ عرصہ ڈاکٹر وحید قریشی بھی اس ادارے کے ناظم رہے۔ اس ادارے کی جانب سے سینکڑوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن کا موضوع اسلامی و پاکستانی ثقافت و تہذیب اور تاریخ پر عظیم پاک و ہند ہے۔ یہ ایک نیم سرکاری ادارہ تھا جس میں بٹھی صاحب کو خالص تحقیقی میدان سے واسطہ پڑا۔ 1997ء تک 32 سال اس ادارے میں کام کرتے رہے۔ اسکے بعد پھر آپ نے اپنے گھر میں سکونت اختیار کر لی اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ آخری وقت تک جاری رکھا۔

مولانا نیک طبع، ملن سار اور ہر دلعزیز انسان تھے۔ ان کی موجودگی سے محفلیں کشت زعفران بنی رہتی تھی۔ اٹھکیلیوں اور شگوفوں کا ایک طوفان ہوتا تھا۔ دسب شفقت

علامہ اقبالؒ نے مسلمان سے فرمائش کی ہے کہ وہ قرآن میں غوطہ زن ہو جائے۔ بلاخر قرآن ہی اسے جدت فکر اور بلندی کردار عطا کرے گا۔ خودی کی تکمیل کرے بے خودی کا علاج اس کے سوا کچھ نہیں کہ مسلمان خود آگاہ خود شناس بنے۔ اقبالؒ نے ہمیشہ محبت اور فقر کا سبق دیا۔ محبت سے اس کی مراد دین اور لگن کا ایسا جذبہ ہے جس پر عقل اور دوسرے رکاوٹیں اور بندش نہ لگا سکیں۔ فقر سے مراد اللہ کی اطاعت ہے۔ ایسا شخص جو سوائے اللہ کے اور کسی کے سامنے نہ جھکے یعنی مسلمان جب غور و فکر کے ساتھ عمل پر بھی کار بند ہو تو وہ کبھی زوال اور پستی میں نہیں گھر جاتا۔

خوار جہاں میں کبھی ہو نہیں سکتی وہ قوم  
عشق ہو جس کا جسور فقر ہو جس کا غیور

دنیا ایک بڑا میدان ہے جب کسی کو کوئی دھن سوار ہو جائے تو پھر وہ کوئی حیلہ حوالہ نہیں بناتا یوں بھی یہ دنیا بہت بڑی اور بہت وسیع ہے اور ہر ایسے شخص کو جسے سچ اور عمل کا شوق ہو دنیا اسے دعوت فکر و عمل دیتی ہے  
یہی دعوت علامہ اقبالؒ ان لفظوں میں دیتے ہیں:  
جرات ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے  
اے مرد خدا! ملک خدا تنگ نہیں ہے

### درخواست دعائے صحت

✽ جناب امتیاز احمد مجاہد ایڈووکیٹ کا گزشتہ دنوں دل کا بانی پاس ہوا جو بحمد اللہ کامیاب رہا۔ تاہم ابھی وہ گردوں کے عارضہ میں صاحب فراش ہیں۔ جملہ قارئین کرام موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

### خطبہ جمعہ المبارک

✽ جامع مسجد صدیق اکبر اہل حدیث دھلے چوک جناب روڈ گوجرانوالہ 12 فروری 2016ء کا خطبہ جمعہ مولانا محمد نعیم بیٹ سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان دمہر قرآن بورڈ حکومت پنجاب (زیر سرپرستی شیخ حافظ محمد آصف آرکوسید والے) ارشاد فرمائیں گے۔  
منجانب: انتظامیہ جامع مسجد صدیق اکبر دھلے گوجرانوالہ

لیٹر پر آخری سانس لے رہے تھے تو میں سوچ رہا تھا کہ سفر حیات کا تھکا سافر، تھکا ہے ایسا کہ سو گیا ہے۔ خود اپنی آنکھیں تو بند کر لیں ہر آنکھ لیکن بھگو گیا ہے۔ افسوس کہ میرے دامن میں اس معیار کے عمدہ و مزین الفاظ نہیں جو انکو صحیح معنوں میں خراج تحسین پیش کر سکیں۔ بس مختصر یہ کہ مولانا اس دور میں دلوں پر راج کرنے والے شخص تھے یہ زمانہ انکی کمی پوری نہیں کر سکتا۔ حب یزداں کا وہ اک استعارہ تھا جو داستان ہو گیا، اک ستارہ تھا وہ کہکشاں ہو گیا، دل رو رہا ہے واللہ! غم اس قدر ہے کہ کیچہ پھٹنے کو ہے اب ڈھونڈنا نہیں چراغِ ریخِ زیبا لے کر۔

### بیتہ مسلمان کا مقام علامہ اقبالؒ کی نظر میں

گرچہ اس روح کو فطرت نے رکھا ہے مستور لفظ 'اسلام' سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر دوسرا نام اسی دین کا ہے فقر غیور مسلمان کی سیرت کا لازمی جزو خودی ہے اور ایک خود شناس مسلمان کو موت بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔  
ہو اگر خود نگر و خود گر و خود گیر خودی یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے  
علامہ اقبالؒ نے مومن اور مسلمانوں کے کردار کا خاکہ بار بار کھینچا ہے۔ مسلمانوں سے فرمائش کرتے ہیں کہ وہ پھر ویسے ہی غیور و خود شناس مسلمان بن جائیں۔ فرماتے ہیں:

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت  
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان  
کافر اور مومن کی پہچان اس طرح بتاتے ہیں کہ  
کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے  
مومن کی یہ پہچان کہ گم اُس میں ہیں آفاق  
مومن کو اور دوسرے اشخاص سے جو چیز تمیز کرتی ہے وہ ہے تسلیم و رضا مومن سوائے خدا کے اور کسی کے سامنے نہیں جھکتا خواہ آسمان اس پر کتنے ہی مظالم توڑے اور وہ ہمیشہ سے آسمان کا مقابل رہا ہے۔ کتنی مشکلات کا سامنا ہو سوائے اللہ کے اور کسی کے آگے مسلمان نہیں جھکتا۔  
افلاک سے ہے اس کی حریفانہ کشاکش  
خاک کی ہے مگر خاک سے آزاد ہے مومن

خدمات، میاں عبدالعزیز مالواڑہ، تذکرہ محدث روپڑی، برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ہفت اقلیم، برصغیر میں اہل حدیث کی اولیات، برصغیر میں اہل حدیث کی تدریسی خدمات، روپڑی علماء حدیث، تذکرہ مولانا محی الدین لکھوی، آثار ماضی، محفل دانشمندان عارفان حدیث، چنستان حدیث، اسلام کی بیٹیاں، لسان القرآن، ترجمہ ریاض الصالحین اور ترجمہ فہرست ابن ندیم۔  
مولانا کے خلاء کو پُر کرنے والی شخصیت برصغیر میں مجھے تو دکھائی نہیں دے رہی، پاکستان میں تو یہ خانہ خالی نظر آتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے نوجوان ادیب انھیں اور اس عظیم علمی نقصان کی تلافی کریں۔ آج شہرت عام عوامی واعظوں اور اشتہاری علماء کو تو حاصل ہے جو چند تقاریر یاد کر کے سٹیج کی زینت بنتے ہیں اور لوگوں کے لیے تفریح طبع اور رچنی قیث کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ علمی گہرائی، تحقیق و تدقیق اور ذوق تالیف و تصنیف خواص کا حصہ ہیں۔ بد قسمتی سے عام لوگوں کے لیے اس کی حیثیت بے کار مشغلہ کی رہ گئی ہے۔ دولت، شہرت اور اقتدار، آج جن جن آستانوں پر جبہ و دستار نیلام ہوتے ہیں، مولانا کے نزدیک ان کی حیثیت پر کاہ سے زیادہ نہ تھی۔

مولانا سماجی رکھ رکھاؤ کا بڑا خیال رکھتے تھے، اپنی پیرائہ سالی کے باوجود دوستوں کی خوشی غمی میں حتی الامکان شریک ہوتے۔ اپنی وفات سے ایک ہفتہ پہلے بیماری کے باوجود محترم ڈاکٹر عبدالغفور راشد کے صابزادے کی دعوت ولیمہ میں شریک ہوئے اور یہ ان کی آخری سماجی سرگرمی ثابت ہوئی۔ اس تقریب میں سینئر پروفیسر ساجد میر، جسٹس (ر) محمد افتخار چوہدری، ڈاکٹر حافظ عبدالکریم (ایم این اے) ملک رشید احمد خاں (ایم این اے) سابق وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی سمیت اہم شخصیات موجود تھیں۔  
مولانا ابھی پروفیسر ساجد میر سے پر جوش انداز سے ملے اور انکے چہرے پر مسرت کا اظہار انکی باہمی محبت اور احترام کا پتہ دے رہا تھا۔ یہ تقریب اس لحاظ سے تاریخی اہمیت کر گئی کہ مجھ سمیت بہت سارے احباب کے ساتھ مولانا مرحوم کی یہ ملاقات آخری ملاقات ثابت ہوئی۔

22 دسمبر 2015ء میو ہسپتال لاہور میں ان کی

خفا کی آخری رات کا میں بھی شاہد ہوں جب وہ دینی

# مسلمان کا مقام اسلام اقبالؒ کی نظر میں

ترجمہ: جناب ڈاکٹر عبدالسیع سیالکوٹ

نے ہمیشہ عمل پر زور دیا اور مسلمانوں کے زوال کا ایک سبب بھی بتایا کہ وہ اعمال سے گریز کرنے لگے ہیں۔ جب کوئی قوم عمل سے جی چراتی ہے تو اس کی قسمت کا ستارہ ہمیشہ ڈوب جایا کرتا ہے۔

یہی نکتہ اقبالؒ نے مندرجہ ذیل اشعار کے ذریعہ مسلمانوں کو سمجھانے کی کوششیں کی ہیں۔

ہاں ایک حقیقت ہے کہ معلوم ہے سب کو تاریخ ام جس کو نہیں ہم سے چھپاتی ہر لحظہ ہے قوموں کے عمل پر نظر اس کی بر آں صفت تیغ و پیکر نظر اس کی تاریخ شاید ہے کہ کئی بار گنتی کے مسلمانوں نے کافروں کے لشکر پر فتح حاصل کی۔ قوت ایمان اتحاد خود اعتمادی ان کی سیرت کے عناصر تھے۔ ایسے کردار کے حامل مسلمان جس طرف بھی قدم بڑھاتے فتح و نصرت ان کے قدم چومتی۔ اقبال اس حقیقت کا انکشاف کرتے ہیں کہ جب یہ خوبیاں مسلمانوں سے جاتی رہتی ہیں تو وہ کبھی بھی ترقی کے میدان میں دوڑ نہیں جیت سکتے۔ اس طرح مسلمان اپنے مقام کو کھودیتے ہیں۔

اقبالؒ کہتے ہیں کہ گذشتہ زمانہ میں توحید ایک زندہ قوت تھی، لیکن آج کے مسلمان کو یاد دلاتے ہیں کہ ان کی حالت ایک ایسی فوج کی مانند ہے جس کی شمشیریں قل حوالہ اللہ احد کے نیام سے خالی ہیں۔ اسی درد کو محسوس کرتے ہوئے اقبالؒ کہہ اٹھتے ہیں:

آہ اس راز سے واقف ہے نہ ملا، نہ فقیہ وحدت افکار کی ہے وحدت کردار ہے خام علامہ اقبالؒ نے اپنے کلام کے ذریعے حکمت جدید کی کئی فریب و نظریات کو کھوکھلا ثابت کر دیا۔ ان نظریات پر نہایت حکیمانہ اور عالمانہ تنقید کی۔ کھوٹے اور کھرے کو خوب پرکھا۔ اپنے ضمیر کی روشنی سے مایوسی کے اندھیروں کو دور کر دیا۔ مومن کی سیرت بنائی اور ثابت کیا کہ مسلمان کا درجہ بہت بلند ہے۔ اسلام کی بزرگی اور خوبیاں بیاں کرتے ہیں:

روح اسلام کی ہے نور خودی، نار خودی! زندگانی کے لیے نار خودی نور و حضور! یہی ہر چیز کی تقویم، یہی اصل نمود

عادی ہو گئے ہیں۔ اپنے کردار کی خوبیوں سے اس قدر دور ہوئے کہ خود اپنی کتاب سے بے بہرہ ہو گئے اور اسے ناقص سمجھنے لگے اس لیے کہ یہ ان کو غلامی کے طریقے نہیں سکھاتی۔

علامہ اقبالؒ کا دل درد انسانیت سے معمور تھا مسلمانوں کی پس ماندہ حالت سے اقبالؒ کا دل تڑپ اٹھتا تھا۔ چنانچہ کئی بار بارگاہ ایزدی میں اپنی قوم کی حالت پیش کی کبھی دعائیں مانگیں اور کبھی شکایت بھی کی اور پھر شکریہ بھی ادا کیا۔

میں بندۂ نادان ہوں، مگر شکر ہے تیرا رکھتا ہوں نہاں خانہ لاہوت سے پیوند اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو لاہور سے تا خاک بخاری و سمرقند

وہ مسلمانوں کے ہمدرد اور ہی خواہ تھے۔ چنانچہ ان کے کلام کا ایک بہت بڑا حصہ اسلام اور مسلمان کے متعلق ہے جس کا مقصد مسلمانوں کو ان کی کھوئی ہوئی عظمت یاد دلانا اور اس کو دوبارہ حاصل کرنا ہے۔

تاثر ہے یہ میرے نفس کی کہ خزاں میں مرغان سحر خواں مری صحبت میں ہیں خورسند لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تو نے جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضا مند اس کائنات کی تمام مخلوقات پر انسان کو بزرگی بخشی گئی ہے۔ انسان کے کردار اور اس کے وجود میں لانے والی قوت خود اس کے جذبات اور تخیل ہوتے ہیں۔ جذبات کو اعلیٰ تخیلات اور بلند افکار کے تابع کرنے کا نام دراصل تربیت ہے کیونکہ جب افکار اور تخیل پختہ ہو جاتے ہیں تو اعمال کی صورت میں ظہور پذیر ہوتے ہیں اور جب عمل بار بار کیا جاتا ہے تو عادت بن جاتی ہے۔ عادتوں ہی سے انسان کا کردار یا سیرت بنتی ہے۔ چنانچہ اقبالؒ مرحوم

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ ایک بہت بلند مرتبت انسان تھے۔ ان کے کردار کی بہت سی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی تھی کہ وہ اسلام کے سچے پرستار تھے۔ مسلمانوں کے ہمدرد اور ہی خواہ تھے۔ چنانچہ ان کے کلام کا ایک بہت بڑا حصہ اسلام اور مسلمان کے متعلق ہے جس کا مقصد مسلمانوں کو ان کی کھوئی ہوئی عظمت یاد دلانا اور اس کو دوبارہ حاصل کرنا ہے۔ مسلمانوں کو مختلف اصولوں اور پیروں میں آپ نے خطاب کیا ہے، ان کی باگ درانے مسلمانوں کو غفلت کی نیند سے بیدار کیا۔ نالہ نیم شئی نے مردہ قلوب کو جھجھوڑا اور زندگی کی روح پھونکی۔ ضرب کلیم نے دلوں کے جامد بتوں کو توڑ ڈالا۔

دوسرے اُردو شعرا کے مقابلہ میں علامہ اقبالؒ کے ہاں ہمیں ان کا ذہنی ارتقاء بڑی صفائی کے ساتھ نظر آتا

ہے۔ سیالکوٹ اور لاہور کے سبزہ زاروں کا پروردہ مشرقی شاعری کا یہ پیغامبر بوئے گل اور نغمہ بلبل سے جیسے جیسے روشناس ہوتا گیا ویسے ویسے ہی عالم حقائق اس کے سامنے نکھرتے چلے گئے۔ جیسے جیسے قانون فطرت اور حسین کائنات کے راز منکشف ہوتے گئے ایسے ہی ان کا ذہن بھی ان کو قبول کرنے کے لیے کھلتا رہا اور آخر ارتقا کے مختلف مراحل طے کرنے کے بعد وہ وقت بھی آیا جب مشرقی فلسفہ کے اس ترجمان نے کیمرج یونیورسٹی کے پروفیسر نکلسن سے بھی خراج تحسین حاصل کیا۔

آج ہندوستان کے مسلمان شاعروں میں اقبالؒ پہاڑ پر کھڑے ہیں اور تہانغمہ سرائی کر رہے ہیں۔ علامہ اقبالؒ مسلمانوں کی در ماندہ حالت پر غور کرتے ہیں اور نتیجہ نکالتے ہیں کہ مسلمانوں کے زوال کا ایک سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے خود اپنے آپ کو اپنی سیرت و کردار کو لٹا دیا ہے۔ غلامی اور محکومی کی زندگی کے

پہاڑ پر کھڑے ہیں اور تہانغمہ سرائی کر رہے ہیں۔ علامہ اقبالؒ مسلمانوں کی در ماندہ حالت پر غور کرتے ہیں اور نتیجہ نکالتے ہیں کہ مسلمانوں کے زوال کا ایک سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے خود اپنے آپ کو اپنی سیرت و کردار کو لٹا دیا ہے۔ غلامی اور محکومی کی زندگی کے



ہیں جیسے سنگاپور، تھائی لینڈ وغیرہ۔

بسنت کے موقع پر مرد و عورتیں زرد رنگ کا لباس پہنتے ہیں جبکہ یہ رنگ عیسائیوں کا رنگ ہے جسے اسلام نے پہننے سے منع کیا ہے آپ ﷺ نے اسے کفار کا رنگ کہا ہے۔

عیسائیوں کے ہاں بچہ کی پیدائش کے بعد اس کے اوپر زرد رنگ کا پانی ڈالا جاتا ہے اور وہ اس رسم کو ”ہمودیہ“ کہتے ہیں نیز ہندو خوشی مناتے ہوئے بھی اس رنگ کا استعمال کثیر تعداد میں کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے الگ سے ایک فطرتی رنگ رکھا ہے جو سب سے اچھا ہے۔ عیسائیوں کے ہمودیہ رسم کی روک تھام کے لیے ہی اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ کا نزول فرمایا تھا۔ ارشاد ہوتا ہے:

” (کہہ دو کہ ہم نے) اللہ کا رنگ (اختیار کر لیا ہے) اور اللہ سے بہتر رنگ کس کا ہو سکتا ہے؟ اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔“

فروری کے ابتدائی ایام میں زور شور سے منایا جانے والا یہ دن منانا حرام اور ناجائز ہے۔ کیونکہ اس کے حرام ہونے کی کئی ایک وجوہات میں سے ایک اس کا ہندوانہ تہوار ہوتا بھی ہے۔

### ہندوانہ تہوار

بسنت خالصا ہندو رانہ رسم ہے اور انکی خوشی کا ایک تہوار ہے جو انہوں نے ”حقیقت رائے“ کی یاد میں شروع کیا تھا۔ اور آج تک متعصب ہندو اسے زور و شور سے منارہے ہیں۔

ابن حنیف ایک مستند مؤرخ ہیں ان کا تعلق ملتان سے ہے انہوں نے اپنی کتاب تاریخ سند میں لکھا ہے:

”ہندوؤں اور ہندو صمیمات میں دیوی دیوتاؤں کی تعداد کروڑ ہے دراصل زندگی کے ہر پہلو اور زندگی کے متعلق ہر چیز کو ہندوؤں کے ہاں تقدیس کا درجہ دے کر دیوی دیوتا بنا دیا ہے۔“ (بسنت اسلامی ثقافت)

ہندو کیا ہیں؟ کروڑوں خداؤں کا پجاری جو اللہ کو دشمن کہتا ہے اور دشمن کے مختلف اوتار مانتا ہے اور اصل خدا (وشنو) کو کبھی مٹی کے ترنگھ میں کبھی رام چندر جی میں اور کبھی کرشن جی میں مہاراج میں خدا کا روپ سمجھتا ہے۔

بھارت کی انتہا پسند ہندو تنظیم شیو سینا کے سربراہ

# پتنگ بازی (بسنت)

جناب مولانا محمد عظیم حاصل پوری

دیا گیا۔ ہندو سکھ بسنتی کپڑے (زرد رنگ کے) پہن کر یہ میلہ مناتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔“ (بسنت اسلامی ثقافت اور پاکستان: ص ۲۹، ۳۰)

## بسنت کے بارے میں مختلف نقطہ نظر ہیں:

① بسنت کو ہندوستان کے بعض علاقوں میں دیگر مذاہب کے افراد بھی مناتے ہیں اور اس کی تاویل یہ دیتے ہیں کہ سردیوں کا موسم ختم ہو رہا ہوتا ہے لوگ جو موسم کی شدت کی وجہ سے گھروں میں بند تھے درجہ حرارت مناسب ہونے پر گھروں سے باہر آتے ہیں اور خزاں اور سرما کی بے رنگی اور بد مزگی جو انکے مزاج اور آنکھوں پر چھائی ہوئی ہے اسے باہر آ کر تیز رنگوں والے کپڑے پہن کر باہر گھوم پھر کر یا پتنگ بازی کر کے طبیعت کے اس رنگ کو اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شوق کا زیادہ اظہار پتنگ بازی کی شکل میں نکلتا ہے۔ سپاٹ آسمان اچانک رنگوں سے سج جاتا ہے۔ فطرت انگزائیاں لیتی ہے اور ایک نئی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ خاکی رنگ کی زمین سروسوں کے پیلے اور ہرے رنگ کی وجہ سے رنگین ہو جاتی ہے۔ بہار کے دوسرے پھول اور پرندوں کی چچہاہٹ خوشیوں کے پیغام لاتی ہیں کہ یہ بسنت ہے یہ جشن بہاراں ہے فطرت کے اس رنگوں بھرے اور خوشیوں بھرے جشن میں انسان بھی شریک ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ وہ تمام کام کرتے ہیں جو اہل ہندو کرتے ہیں سوائے سرسوتی دیوی کی پوجا کے۔

② بعض کا کہنا ہے کہ بسنت ایک موسمی نہیں بلکہ مذہبی تہوار ہے چونکہ اس کا ذکر پرانی ہندو مذہبی کتب میں آتا ہے۔ پرانی کتابوں کے مطابق پتنگ پر دو آنکھیں یا دوسری شکلیں بنا کر آسمان سے نازل ہونے والی بلائیں دور کی جاتی ہیں یہ خیالات جنوب مشرقی ایشیاء کے کچھ ممالک میں بھی پائے جاتے

بسنت کا مسکرت میں لفظی مطلب بہار کا ہے۔ اسے بسنت چنچی اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ ماگھ کی پانچ تاریخ کو منایا جاتا ہے جو جنوری کے اخیر یا آغاز فروری کے مہینے میں آتا ہے۔ بسنت ہندوؤں اور سکھوں کا مشترکہ تہوار ہے۔ ایک ہندو مؤرخ بی ایس نجار نے اپنی کتاب "Punjab under the later Mughals" میں لکھا ہے کہ:

”حقیقت رائے باگھل پوری“ سیالکوٹ کے ایک ہندو کھتری کا اکلوتا لڑکا تھا۔ حقیقت رائے نے حضرت محمد ﷺ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں انتہائی گستاخانہ اور نازیبا الفاظ استعمال کیے۔ اس جرم پر حقیقت رائے کو گرفتار کر کے عدالتی کارروائی کے لئے لاہور بھیجا گیا جہاں اسے سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ اس واقعے سے پنجاب کے ہندوؤں کو شدید دھچکا لگا اور کچھ ہندو افسر سفارش کے لئے اُس وقت کے پنجاب کے گورنر زکریا خان (۱۷۰۷ء تا ۱۷۵۹ء) کے پاس گئے کہ حقیقت رائے کو معاف کر دیا جائے لیکن زکریا خان نے کوئی سفارش نہ سنی اور سزائے موت کے حکم پر نظر ثانی کرنے سے انکار کر دیا۔ اس گستاخ رسول کی گردن اڑادی گئی۔ اس پر ہندوؤں میں صف ماتم بچھ گئی۔ ہندوؤں نے حقیقت رائے کی ایک مڑھی (یادگار) قائم کی جو کوٹ خولجہ سعید (کھوجے شاہی) محل پورہ لاہور میں واقع ہے اور اب یہ جگہ ”باوے دی مڑھی“ کے نام سے مشہور ہے۔ اسی جگہ سے ایک ہندو رئیس کا لورام نے گستاخ رسول ﷺ حقیقت رائے کی یاد میں بسنت میلے کا آغاز کیا۔ راجہ رنجیت سنگھ کے بعد انگریز حکومت ۱۸۸۰ء میں حقیقت رائے کی سادھی کو باغبانپورہ بھوگی وال میں زمین خرید کر مندر بنا

لاہور میں بسنت تہوار منانے پر ہر سال خوشی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ بسنت ۲۰۰۲ء کے موقع پر انھوں نے بیان دیا تھا کہ ”لاہور میں بسنت ہندو مذہب کی عظیم کامیابی ہے“ مسلمان تقسیم ہند سے پہلے بھارتی ثقافت اپنا لیتے تو لاکھوں افراد کی جان بچائی جاسکتی تھی۔ انہوں نے چھتوں سے گر کر ہلاک ہونے والے نوجوانوں کو اپنا شہید کہا۔“ (روزنامہ جنگ ۲۰ فروری ۲۰۰۲ء)

### وجہ کار:

وجہ کار بسنتی کا ایک ہندو نوجوان ہے جو ۲۰۰۰ء میں بسنت کے موقع پر لاہور آیا تھا بعد میں اس نے ایک مضمون میں اپنے تاثرات بھی بیان کیے تھے اس نے کہا: ”زندہ دلاں لاہور کے بسنت منانے کے انداز کو دیکھ کر لگتا ہے کہ یہ ہمارا نہیں بلکہ تمہارا مذہبی تہوار ہے۔“ (بسنت اسلامی ثقافت اور پاکستان ص ۷۹)

### اندراجیت سنگھ:

یہ بھی ایک ہندوستانی نوجوان تھا جو ۲۰۰۱ء میں بسنت کے موقع پر لاہور آیا تھا۔ اس نے بیان دیا: ”جس قدر لاہور میں بسنت کی دھوم دھام دیکھنے میں آئی ہے اس سے تو یوں لگتا ہے کہ لاہور ہندوستان کا ہی حصہ ہے ہمیں تو یہاں بسنت منا کر محسوس ہی نہیں ہوا کہ ہم ہندوستان میں ہیں یا پاکستان میں۔“ (روزنامہ جنگ ۲۱ فروری ۲۰۰۱ء)

### سونیا گاندھی:

کانگریسی لیڈر سونیا گاندھی جو پاکستان کو ثقافتی طور پر فتح کرنے کا اظہار کرتی رہتی ہے ۱۹۹۸ء میں بسنت کے موقع پر ان کا بیان شائع ہوا:

”ہم سیاسی طور پر نفرت کی بنیادیں ہلانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور یہی ہمارا سب سے بڑا مقصد تھا۔“ (روزنامہ جنگ ۲۲ فروری ۱۹۹۸ء)

### تشبیہ کفار:

بسنت کے ناجائز ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اس تہوار کو منانے سے غیر مسلم قوموں کی تشبیہ ہوتی ہے جس سے اسلام نے سختی سے منع کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (کتاب) سے جو تم پر نازل ہوئی ہے خوش ہوتے

ہیں۔ اور بعض فرقے اس کی بعض باتیں نہیں بھی مانتے۔ کہہ دو کہ مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور اُس کیساتھ (کسی کو) شریک نہ بناؤں میں اُسی کی طرف بلاتا ہوں اور اُسی کی طرف مجھے لوٹنا ہے۔ اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی زبان کا فرمان نازل کیا ہے اور اگر تم علم (ودانش) آنے کے بعد ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے چلو گے تو اللہ کے سامنے کوئی نہ تمہارا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔“ (الرعد)

”اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی یہاں تک کہ اُن کے مذہب کی پیروی اختیار کر لو (ان سے) کہہ دو کہ اللہ کی ہدایت (یعنی دین اسلام) ہی ہدایت ہے اور (اے پیغمبر) اگر تم اپنے پاس علم (یعنی وحی الہی) کے آجانے پر بھی ان کی خواہشوں پر چلو گے تو تمہیں (عذاب) الہی سے (بچانے والا) نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی مددگار۔“ (البقرہ: ۱۲۰)

”کیا ابھی تک مومنوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ اللہ کو یاد کرنے کے وقت اور (قرآن) جو (اللہ) برحق (کی طرف) سے نازل ہوا ہے اس کے سننے کی قوت سے ان کے دل نرم ہو جائیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو (ان سے) پہلے کتابیں دی گئی تھیں پر ان پر زمانہ طویل گزر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔“ (الحید: ۱۶)

احادیث مبارکہ میں بھی رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلم قوموں کی مشابہت سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم راہبوں کے لباس سے بچو یقیناً جو شخص ان جیسا لباس پہنتا ہے یا ان سے مشابہت اختیار کرتا ہے اس کا جھ سے کوئی تعلق نہیں۔“

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر زرد رنگ کے رنگ ہوئے دو کپڑے دیکھے تو فرمایا:

”اس طرح کے کپڑے کافروں کے ہیں انھیں نہ پہنا کرو۔“ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے

ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”بے شک یہود و نصاریٰ اپنے بالوں کو نہیں رنگتے تو ان کی مخالفت کیا کرو۔“

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مجھے قیامت سے قبل تلوار دے کر بھیجا گیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی جائے اور میرا رزق میرے نیزے کی انی میں ہے جو لوگ میرے احکام کی مخالفت کریں گے ذلت و رسوائی ان کا مقدر ہوگی اور جو شخص کسی قسم کی مشابہت کرے گا وہ انہیں سے ہوگا۔“

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مشرکین کی مخالفت کرتے ہوئے داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ۔“

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”یہود کی طرح سلام نہ کیا کرو وہ سر، ہاتھ اور اشارے سے سلام کرتے ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے دین غالب رہے گا کیونکہ یہودی اور عیسائی روزہ تاخیر سے افطار کرتے ہیں۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی رحلت کا وقت قریب تھا اور آپ اپنے چہرے پر اپنی چادر کا پلو کر لیتے جب تکلیف سے کچھ افاقہ ہوتا تو چادر کو چہرے سے ہٹاتے اور فرماتے:

”اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”یہ فرما کر اپنی امت کو ان جیسا کام کرنے سے ڈرا رہے تھے۔“ (صحیح البخاری: ۴۳۴۱)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے:

”تم مجھے عیسائیوں کی طرح حد سے نہ بڑھاؤ انہوں نے عیسیٰ

## مولانا محمد اسحاق بھٹی کے نام

سلطان القلم حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی کا قلم غضب کی گل کاریاں کرتا تھا۔ راقم نے ان کی کئی کتابوں پر نظم کی صورت میں تبصرے موزوں کیے اور وہ نظمیں ”الاعتصام“ میں وقتاً فوقتاً شائع بھی ہوئیں۔ درج ذیل نظم ان کی کتاب ”کاروانِ سلف“ پر ایک عمومی سا تبصرہ ہے جو اس سے قبل شائع نہیں ہوئی۔ اب ان کی وفات کے بعد غم زدہ قارئین کی خدمت میں حاضر ہے۔ (سعید)

رقم کیے ہیں آپ نے نشان کاروان کے  
نثار جس کی گرد پر ستارے آسمان کے  
حریف موج بحر تھے وہ لوگ سینہ تان کے  
سفینہ اپنا لے چلے بغیر بادبان کے

ہمیں سنائیں آپ نے انہی کی کچھ کہانیاں  
ہیں کتنی دلفریب سی وفا کی یہ نشانیاں  
وہ سیلِ نورِ علم تھا، کبھی کا جو اتر گیا  
اندھیری رات رہ گئی وہ ساتھ لیے سحر گیا

نقوش اپنے چھوڑ کے وہ قافلہ گزر گیا  
پھر وہ اب اس کو ڈھونڈتے کدھر گیا  
میں چن لوں اس کی گرد کو مجھے تو یہ جنون ہے  
مری نوائے شعر میں مرے جگر کا خون ہے

وہ بچے رگزار پر گھٹائیں بن کے چھا گئے  
وہ بزمِ بزمِ نور تھی کہ جس میں جگمگا گئے  
زمانہ اب بھی جھومتا ہے کیا وہ گنگنا گئے  
ہے درد اب بھی تازہ سا، وہ نغمہ کیا سنا گئے

ہر ایک ان میں رات کو اُجالوں کی نوید تھا  
کوئی تھا ان میں بدر تو کوئی ہلالِ عید تھا

جناب محمد سعید وساویوالہ

کے بارے میں لا حد غلو کیا تھا میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور تم  
مجھے اللہ کا بندہ اور رسول کہا کرو۔“ (بخاری: ۳۳۳۵)

نیز بسنت کے ناجائز ہونے کی وجوہات میں سے ایک  
یہ بھی ہے کہ اس سے بہت ساجانی اور مالی نقصان ملک و قوم کو  
اٹھانا پڑتا ہے کتنے پتنگ کی ڈور سے جان سے ہاتھ دھو بیٹھے  
ہیں۔ ماہِ فروری کے اخبارات اس کی واضح خبر دیتے ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق ۲۰۰۰ء میں صرف بسنت  
کے دن اور رات میں ۱۰۰ سے زائد افراد چھتوں سے گر کر یا  
گاڑیوں سے ٹکرا کر زخمی ہوئے اور ہسپتالوں میں پہنچ گئے اور  
کتنے ہی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔  
ہر سال کتنے لوگ خصوصاً بچے گلے پر دھاتی تار  
پھرنے سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔

روزنامہ مقابلہ کی ہی ایک خبر کے مطابق بروز اتوار ۲۳  
فروری ۲۰۰۵ء لاہور میں مئی بسنت منائی گئی۔ مانگھا لگی ڈور،  
دھاتی تار اور تند کی آوازوں نے استعمال کیا گیا جس کی وجہ سے شہر  
کے مختلف گروڈ اسٹیشنوں کے ۵۰ فیڈر بند ہو گئے اور ۱۰۰۰ مرتبہ  
ٹریگ ہوئی مختلف گھروں میں بجلی کی بار بار بندش سے ہزاروں  
ایکٹر وکس آلات جل گئے۔ (روزنامہ مقابلہ ۲۸ فروری ۲۰۰۵ء)  
بسنت کے ناجائز ہونے کا سبب ایک فضول خرچی بھی

ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”کھاؤ، پیو اور اسراف نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسراف  
کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“ (اعراف: ۳۱)  
مزید فرمایا:

”اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ کہ فضول خرچی کرنے  
والے تو شیطان کے بھائی ہیں۔“ (الاسراء)

بسنت منانے سے ہندوؤں سے محبت کا اظہار ہوتا  
ہے۔ وہ ہندو جنھوں نے اس رسم کو محمد ﷺ کی گستاخی کر کے  
شروع کیا تھا۔ اے مسلمان! سوچ تیرا تعلق کس سے ہے؟ گاؤ  
ماتا کا پیشاب پینے والوں سے یا محمد کریم ﷺ سے؟ اگر تیرا  
تعلق محمد ﷺ اور آپ کے اہل بیت سے ہے تو چھوڑ ان سب  
ہندوانہ رسوم کو اور محبت رسول کے تقاضے پورے کر  
آپ ﷺ کی سچی محبت اور تابعداری اختیار کر دینا اور آخرت کی  
کامیابیاں تیرا مقدر بنیں گئیں۔

معلوم ہوا کہ بسنت منانا گستاخ رسول ﷺ کے ساتھ  
شامل ہونا ہے اور غیر مسلموں کی مشابہت ہے۔ ایسے لوگوں  
کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

[مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ]

”جس نے کسی (دوسری) قوم کے ساتھ مشابہت کی وہ

انہی میں سے ہے۔“ (صحیح ابوداؤد: ۲۲۲۱۰)

وضع میں تم ہو نصاریٰ تمدن میں ہندو  
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود



# دہشت گردی اور خونِ مسلم کی حرمت

تحریر: جناب مولانا امیر افضل اعوان

ملک میں ان دنوں خوف و دہشت کے سائے چھائے ہوئے ہیں۔ آرمی پبلک سکول پشاور کے سانحہ کے بعد ملک میں دہشتگردوں کے خلاف آپریشن تیز تر کر دیا گیا اور اسی طرح نیشنل ایکشن پلان کے تحت بھی ملک وقوم دشمن عناصر کے خلاف کارروائی تیز کر دی گئی جس کے خاطر خواہ نتائج بھی برآمد ہوئے مگر اب کچھ عرصہ سے ایک مرتبہ پھر ملک پر خوف و دہشت کے بادل چھائے نظر آتے ہیں۔ بالخصوص چار سہ یونیورسٹی پر حملہ کے بعد صورتحال کچھ زیادہ ہی گھمبیر نظر آتی ہے۔ ملک میں دہشت گردی کی مزید کارروائیوں کی اطلاعات پر تعلیمی اداروں میں بھی تعطیلات کا اعلان کیا گیا اور اس دورانیہ میں تعلیمی اداروں کو اپنی سیکورٹی سخت کرنے کی ہدایات جاری کی گئیں۔ تعلیمی اداروں میں میٹل ڈٹیکٹر اور واک تھر وگیٹ کے

کی وسعت پر غور کیا جائے تو بخوبی احساس ہوتا ہے کہ اس جہان رنگ و بو میں ہر مخلوق کی اپنی ایک الگ اہمیت ہے۔ اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات کے درجہ پر فائز کرتے ہوئے واضح کیا کہ زمین و آسمان اور اس کے درمیان جو کچھ بھی موجود ہے وہ انسان کے لئے ہی ہے۔ اسلام کی آفاقی تعلیمات کے ذریعے جانوروں اور چرند پرند کے بھی حقوق واضح کر دیئے ہیں تاکہ کوئی ابہام باقی نہ رہے۔ تو وہ رب الکریم جس نے ہر چیز کے حقوق واضح کئے اس نے ابن آدم کے درجات کا تعین کرتے ہوئے مومن کو دیگر طبقات بنی نوع انسان پر فوقیت دی۔ انسانی جان کی اہمیت کو اور زیادہ انداز میں واضح کیا گیا اور مومن کی عزت و حرمت کو ایک الگ ہی انداز میں نمایاں مقام پر سرفراز کیا گیا۔ اس کے بعد یہ وضاحت بھی کر دی گئی کہ

**دہشت گرد اور سماج دشمن عناصر ایک طویل عرصہ سے آگ و خون کا کھیل کھیل رہے ہیں اور بلا تخصیص مرد و زن اور بوڑھوں، بچوں کو موت کے گھاٹ اتار جا رہا ہے جو کہ انسانیت کے ماتھے پر کسی بدنماداغ سے کم نہیں۔**

ساتھ ساتھ ایمر جنسی گیٹ کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے یہاں معمور سیکورٹی عملہ کو حفاظتی اقدامات کی ٹریننگ بھی دی جا رہی ہے۔ عوام الناس میں شعور کی بیداری کے حوالہ سے بھی تمام تر

مکملہ اقدامات یقینی بنائے جا رہے ہیں تاکہ ملک وقوم دشمن عناصر کے دانت کھٹے کھٹے جاسکیں اور کسی بھی ممکنہ خطرہ سے بخوبی نمٹا جاسکے۔

دہشت گرد اور سماج دشمن عناصر ایک طویل عرصہ سے آگ و خون کا کھیل کھیل رہے ہیں اور بلا تخصیص مرد و زن اور بوڑھوں، بچوں کو موت کے گھاٹ اتار جا رہا ہے جو کہ انسانیت کے ماتھے پر کسی بدنماداغ سے کم نہیں، وسعت کائنات پر غور کریں تو بخوبی علم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان کے درمیان جو بھی ہے وہ اللہ پاک کی مخلوق و تخلیق ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ حاکم و خالق حقیقی ہے کہ جس کے ملک کو زوال نہیں اور اس ذات پاک نے اس کارخانہ کائنات میں ایک ذرہ بھی بے مقصد تخلیق نہیں کیا۔ زمین و آسمان

کوئی مومن دوسرے مومن کو ضرر نہ پہنچائے۔ اس حوالہ سے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”کسی مومن کا یہ کام نہیں کہ دوسرے مومن کو قتل کرے۔“ (النساء)

اس آیت مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ کسی مسلمان کو لائق نہیں کہ کسی حال میں اپنے مسلمان بھائی کا خون ناحق کرے۔ اس حوالہ سے ایک روایت ہے کہ جو مسلمان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول کریم ﷺ کی رسالت کی شہادت دیتا ہو اس کا خون بہانا حلال نہیں، صرف تین حالتوں میں اس کی اجازت دی گئی ہے جن میں سے ایک تو یہ کہ اس نے کسی کو قتل کر دیا ہو۔ دوسرے شادی شدہ ہو کر زنا کیا ہو۔ تیسرے دین اسلام کو چھوڑ دینے والا

جماعت سے علیحدہ ہونے والا ہو۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ جب ان تینوں کاموں میں سے کوئی کام کسی سے واقع ہو جائے تو رعایا میں سے کسی کو اس کے قتل کا اختیار نہیں البتہ امام یا نائب امام کو یہ عہدہ قضا کا حق ہے اور اس کے بعد استثنائی کی کوئی گنجائش نہیں۔

قرآن و حدیث میں متعدد مقامات پر مومن کی عزت و حرمت واضح کی گئی اور اس حکم کی خلاف ورزی پر سخت عذاب و سزا کا حقدار بھی قرار دیا جاتا ہے۔ اس حوالہ سے قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے:

”اور جو کوئی کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے۔“ (النساء)

اس آیت مبارکہ میں مومن کے قتل پر بہت سخت وعید بیان کی گئی ہے جیسے کہ اس کی سزا جہنم ہے جس میں ہمیشہ رہنا ہوگا اس کے علاوہ وہ اللہ کے غضب کا حقدار ہوگا اور اس کی لعنت اور عذاب عظیم بھی ہوگا۔ غور فرمائیے کہ اتنی سخت سزائیں بیک وقت کسی بھی گناہ کی بیان نہیں کی گئیں جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ایک مومن کو قتل کرنا اللہ کے ہاں کتنا بڑا جرم ہے۔ اس حوالہ سے احادیث مبارکہ میں بھی اس کی سخت مذمت اور اس پر سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک حدیث مبارکہ میں منقول ہے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان

ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مقام منیٰ میں فرمایا کہ ”تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟“ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ حرام دن ہے (پھر فرمایا) تم جانتے ہو یہ کونسا شہر ہے؟“ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ حرمت کا شہر ہے۔“ (پھر فرمایا): ”تم جانتے ہو یہ کون سا مہینہ ہے؟“ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”حرام مہینہ ہے۔“ پھر فرمایا کہ ”اللہ نے تم پر تمہارے خون (جان) مال اور عزت و آبرو (ایک دوسرے پر)

اسی طرح حرام کر دیئے ہیں، جس طرح تمہارے لئے آج کا دن تمہارے اس شہر میں اس مہینہ میں حرمت کا ہے۔“ (صحیح بخاری)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو مسلمان تلوار لے کر باہم لڑیں تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں۔“ میں نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! یہ تو قاتل تھا، مقتول کا کیا قصور؟“ فرمایا: ”اس لیے کہ وہ بھی اپنے ساتھی کے قتل کے درپے تھا۔“ (بخاری)

یعنی مومن کا قتل اس قدر ناپسندیدہ عمل ہے کہ قتل کے ارادہ پر ہی جہنمی کی مہر لگ جاتی ہے چاہے قتل کا ارادہ پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکے اور قتل کا خواہاں شخص خود ہی اپنی ہی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ایک حدیث مبارکہ میں منقول ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”تین آدمیوں پر اللہ (قیامت کے دن) سب سے زیادہ غضب ناک ہوگا: ① حرم میں الحاد کرنے والا، ② اسلام میں طریقہ جاہلیت کا متلاشی اور ③ ناحق کسی کا خون بہانے کا طالب۔“ (بخاری)

اسی طرح ایک روایت میں بتایا جا رہا ہے کہ قاتل کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے دن قاتل کی پیشانی کے بال اور سر مقتول کے ہاتھ میں ہوگا اور اس کے گلے کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا اور اللہ سے فریاد کرے گا کہ اے میرے رب! اس نے مجھے قتل کیا تھا یہاں تک کہ عرش کے قریب لے جائے گا۔“ راوی کہتا ہے کہ لوگوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے توبہ کا ذکر کیا تو انہوں نے سورہ النساء کی آیت 93 پڑھی اور کہا کہ یہ آیت نہ منسوخ ہے اور نہ بدلی گئی، پھر اس کی توبہ کیسے قبول ہو سکتی ہے؟ (ترمذی)

سو اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ایک مومن کا جان بوجھ کر قتل کرنا کتنا بڑا اور کس قدر سنگین جرم ہے اور اس کا انجام کس قدر ہولناک ہے، کہ ایسے شخص کو ہمیشہ کیلئے جہنم میں رہنا پڑے گا۔

دین اسلام میں واضح کیا گیا ہے کہ ایک مومن کا قتل اللہ پاک کے نزدیک ایک انسان کا قتل نہیں بلکہ اس

سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس حوالہ سے ایک حدیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

”ایک مسلمان کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا ساری کے زوال اور اس کی ہلاکت و تباہی سے بھی کہیں بڑھ کر ہے۔“ (ترمذی)

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ کسی مومن کے قتل میں رتی یا ماشہ کے تناسب سے مدد کرنے والا بھی اسی طرح عذاب الہی کا مستحق ٹھہرے گا۔ اس حوالہ سے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ

”اگر کسی نے ایک آدمی سے کلمے سے بھی کسی مسلمان کے قتل میں مدد کی ہوگی تو وہ قیامت کے روز اس طرح آئے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ یہ شخص اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔“ (سنن ابن ماجہ)

اسی طرح اگر یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ کسی مومن کے قتل ناحق میں تمام مخلوقات بھی متحد ہو جائیں تو ان سب کو بھی عذاب دوزخ کا حقدار قرار دیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث پاک میں مذکور ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

”اگر آسمان اور زمین والے سب ایک مسلمان کے قتل میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو منہ کے بل دوزخ میں گرائے گا۔“ (ترمذی)

ان آیات و احادیث مبارکہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی مسلمان کی جان کی قیمت زمین و آسمان سے بڑھ کر ہے اور قتل ناحق کرنے والے عذاب الہی کے حقدار ہوں گے اور اس جرم کا تقاضا یہی ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ یہاں اسلام میں مومن کی شان و حرمت کو سامنے رکھتے ہوئے دنیا کے موجودہ حالات کا جائزہ لیا جائے اور دوسری جانب خون مسلم کی اس ارزانی کو بھی جو آج ساری دنیا میں جگہ جگہ اور طرح طرح سے جاری ہے اس کا جائزہ لیا جائے تو سمجھ نہیں آتی کہ دنیا کس ست گامزن سفر ہے۔

یہود و نصاریٰ کی سازشوں کا تسلسل ہمیں کسی بندگی میں دھکیل چکا ہے۔ دشمنان اسلام ہمیں مذہبی، معاشرتی، لسانی و گروہی تعصبات و تفرقات میں تقسیم کر کے اپنے

مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے سرگرداں ہیں اور ان کے ہاتھوں کا کھلونا بن کر آج ہم اپنے ہی بھائی کا گلا کاٹ رہے ہیں۔ ایک دوسرے کے عیب تلاش کرنا ہمارا من پسند مشغلہ بن چکا ہے اور اس حوالہ سے ہم اسلام میں مومن کی حرمت کے احکامات کو بھی فراموش کر بیٹھے ہیں۔ آج ہم خود ہی دوسرے مسلمان کو کافر کہتے نظر آتے ہیں جب کہ اسلام میں کسی کی عیب جوئی سے منع کیا گیا ہے۔ اس باب میں ایک حدیث مبارکہ میں منقول ہے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور بلند آواز سے فرمایا:

”اے لوگوں کے وہ گروہ جو صرف زبانوں سے اسلام لائے ہیں اور ایمان ان کے دلوں میں نہیں پہنچا! مسلمان کو اذیت نہ دو! انہیں عار نہ دلاؤ اور ان میں عیوب مت تلاش کرو، کیونکہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی عیب جوئی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عیب گیری کرتا اور جس کی عیب گیری اللہ تعالیٰ کرنے لگے وہ ذلیل ہو جائے گا، اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہی کیوں نہ ہو۔“ پھر راوی کہتے ہیں کہ ایک دن سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیت اللہ پر نظر ڈالی اور فرمایا: ”تم کتنے عظیم ہو، تمہاری حرمت بھی کتنی عظیم ہے، لیکن مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری عزت سے بھی زیادہ ہے۔“ (ترمذی)

واضح رہے کہ اسحاق بن ابراہیم سمرقندی نے اسے حسین بن واقد سے اس کے ہم معنی روایت کیا، پھر ابوبرزہ اسلمی بھی نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔ غور فرمائیے کہ یہاں مومن کی حرمت کو بیت اللہ کے مماثل نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر قرار دیا گیا ہے جب کہ ہم غیر مسلموں کی سازشوں کا کردار بن کر اپنے سوا ہر ایک کو بڑے آرام سے کافر قرار دے دیتے ہیں، جب کہ شرعی طور پر ہمیں اس کا اختیار ہی نہیں۔ کسی کلمہ گو کو کافر قرار دینا علماء و فقہایا قاضی وقت کا اختیار ہے، ہمیں غور و فکر کرنا چاہیے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم قرآن و سنت سے اپنا تعلق مضبوط بنائیں اور اپنے دنیا میں بھجوائے جانے کا مقصد سمجھیں ورنہ سب کچھ بے مصرف اور بے فائدہ ہے۔

# عباد الرحمن کی صفات

محرر: جناب پروفیسر حافظ عبدالاعلیٰ درانی

سیرت و کردار اور ذہنیت کی بھی غماز ہوتی ہے۔ اس سے آدمی کے اندر کا حال بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ ایک مومن کی باوقار چال میں اور ایک فاسق و فاجر و منکبر کی چال میں اتنا نمایاں فرق ہوتا ہے کہ وہ دور سے دیکھنے والا شخص آنے والے انسان کا اچھا خاصا تعارف حاصل کر لیتا ہے۔ گفتار تو بعد کی چیز ہے لیکن چال تو ہر شخص دیکھ کر اصلیت پہچان سکتا ہے۔ اسی لیے اللہ رحمان نے اپنے خاص بندوں کے اس نمایاں وصف کو اولین حیثیت دی ہے۔

**مومنہ عورت کی چال:** مثال کے طور پر سورۃ القصص ہی میں ایک مومنہ عورت کی چال کا تذکرہ فرمایا گیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کے کنوئیں پر پہنچے اور آپ نے دونو جوان لڑکیوں کی بے چارگی کو دیکھتے ہوئے ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا اور وہ چلی گئیں۔ کچھ ہی دیر بعد ان میں سے ایک لڑکی اپنے باپ کا پیغام لے کر آئی۔ قرآن نے اس کی آمد کا ذکر یوں کیا: ﴿فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ﴾ کہ ان میں سے ایک آئی شرم و حیا کے ساتھ چلتی ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس جملے کی یوں تفسیر فرمائی کہ ”وہ شرم و حیا کے ساتھ چلتی ہوئی اپنا منہ گھونگھٹ سے چھپائے ہوئے آئی۔ ان بے باک عورتوں کی طرح دراندہ نہیں چلی آئی جو ہر طرف جان لیتی اور ہر جگہ جاگھمتی ہیں۔ (ابن جریر، ابن ابی حاتم) مومن مرد و عورت کی شریفانہ چال کے لوازمات سورۃ نور آیت نمبر 30-31 میں بیان کئے گئے اور احادیث میں ان کی مزید تشریح موجود ہے۔ نظر بازی سے پرہیز کرنا، راستہ سے ہٹ کر چلنا وغیرہ گویا ان خصوصیات کے حامل لوگ ہی عباد الرحمن کہلانے کے حق دار ہیں۔

**منکبرین کی چال:** عباد الرحمن کے مد مقابل قرآن مجید نے قارون کے تکبر و سرکشی کا ذکر کرتے ہوئے اس کی چال کا بھی ذکر کیا: ﴿فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ﴾ ایک روز وہ اپنی قوم کے سامنے پورے ٹھاٹھ سے نکلا، وہ جب اس جج دھج سے، شان و شوکت سے، سلطنت و حشمت سے گردن اکڑائے ہوئے، سینہ پھیلائے ہوئے بازار میں نکلتا تو کمزور ایمان والے لوگ بھی ڈرگم جاتے۔ ان کے لبوں پر یہ حسرت چمکنے لگ جاتی کہ کاش ہم بھی قارون کی طرح مال و منال اور جاہ و جلال والے ہوتے۔

**قارون کا انجام:** یہ سنت الہیہ ہے کہ اللہ متکبروں کو پسند

ہے ذکر فرمادی گئی ہیں۔ انہی قابل رشک کردار کے حامل لوگوں کے متعدد نام ذکر فرمائے۔ کیونکہ جو چیز زیادہ پیاری ہے اتنے ہی اس کے نام بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ کہیں انہیں انعام یافتہ صراط مستقیم کے راہروں، مسلمین، مومنین، متقین، محسنین، عباد اللہ، عباد الرحمن کے نام دیئے اور کہیں ”حزب اللہ، ہم المفلحون، ہم الفائزون“ جنت الفردوس کے وارث اور انعامات الہیہ کے حقدار کے ناموں سے یاد کیا۔ ہر جگہ ان کی کچھ نہ کچھ نمایاں خوبیاں ذکر بیان فرمائی گئیں ہیں۔ مگر ایک ہی جگہ جتنی تفصیل سورۃ الفرقان کے آخری رکوع میں دی ہے اور جس جامع انداز میں ان کی سیرت و شخصیت کا ذکر ہوا ہے۔ پھر ان کے نیک انجام سے مطلع کیا گیا ہے وہ بڑی ہی مسحور کن تفصیل ہے۔ ان پندرہ آیات میں ایک انسانی شخصیت کے تینوں پہلو یعنی چال، گفتار اور کردار کو بڑے ہی خوبصورت، دلربا اور مومنہ موہنے والے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

## پہلی خصوصیت

**شریفانہ چال:** ارشاد ہوتا ہے: ”کہ رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں“۔ یعنی اللہ والے سینہ پھیلا کر، گردن اکڑا کر، متکبروں، مغروروں، سرکشوں، جباروں اور مفسدوں کی طرح نہیں چلتے کہ ان کی چال ڈھال سے دوسروں پر رعب جتے، ان کا دبدبہ بڑھے۔ لوگوں کو ان کے جلال اور خاندانی منصب و جاہ و کمال کا اندازہ ہو جائے۔ بلکہ ان کی چال تو نہایت شریفانہ ہوتی ہے۔ جو دور سے دیکھنے والوں کو بھلی معلوم ہوتی ہے اور ان کی چال بجائے خود خیر و شرافت کا پیغام ہوتی ہے کہ اس آدمی سے خیر ہی کی توقع کی جاسکتی ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

یہاں ایک اور بات قابل توجہ ہے کہ عباد الرحمن کی پہلی خصوصیت اللہ تعالیٰ نے زمین پر نرم چال چلنا کیوں بیان کی۔ اس کی اتنی اہمیت کیوں ہے؟ اس لئے کہ انسان کی چال صرف ایک انداز رفتار ہی نہیں ہوتی بلکہ اس کی

چال، گفتار اور کردار..... یہ تین ایسے معیار ہیں جن پر کسی بھی انسان کو پرکھا جاسکتا ہے۔ اس کے اندرونی رجحانات اور اس کی شخصیت میں جھانکا جاسکتا ہے۔ قرآن مجید کی آمد کا مقصد انسانیت کی تکمیل ہے۔ اس لئے اس نے نیکو کار و بدکار، عباد الرحمن و عباد الشیطان، مومن و منکر، خدا پرست و آمادہ بغاوت، دنیا کے دارالغرور سے بچنے والے اور آخرت کے دارالسرور کو بھولنے والے ہر دو افراد کا تذکرہ بار بار کیا۔ قرآن مجید چونکہ بنیادی طور پر کتاب ہدایت اور پیغام نجات ہے۔ اس لئے اس نے ہر دو گروہوں کا کردار پیش کر کے انسان کے سامنے ایک معیار رکھ دیا۔ ایک طرف پسر نوح اور قوم نوح کا کردار بتلایا اور دوسری طرف حضرت نوح علیہ السلام کی استقامت کا ذکر کیا۔ ایک طرف نمرود اور قوم نمرود کی عقل و حق دشمنی بیان کی اور دوسری طرف غلیل و ذبیح کا لافانی کردار بیان کیا۔ ایک طرف قارون و فرعون کا غرور، تکبر، بغاوت اور خدا و خود فراموشی کو بار بار بیان کیا اور دوسری طرف سیدنا موسیٰ علیہ السلام مومن آل فرعون اور اہل علم و آخرت کے قابل رشک و کرامت کردار کو بیان کیا۔ دیگر انبیاء اور دشمنان خدا کا ذکر بھی پہلو بہ پہلو اس لئے بیان ہوتا ہے کہ قرآن کا قاری ان واقعات سے سرسری طور پر گزرتے جائے بلکہ اپنے آپ کو ان پر پیش کرے اور اپنے مقام کا تعین کرے۔

حضرت ابو حازمؒ سے خلیفہ وقت نے جب یہ سوال کیا کہ میرا شمار کن لوگوں میں ہے؟۔ میرا انجام کیسا اور کن کے ساتھ ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: تمہارے سامنے ایک کسوٹی رکھ دیتا ہوں۔ پر کھتم خود لینا کہ نیکو کار اللہ کی نعمتوں کے حقدار ہوں گے اور فاسق و فاجر جہنم کا ایندھن بنیں گے ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَغَفِيرٌ وَإِنَّ الْفَجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ﴾ اب تو خود سوچ لے کہ تو کن میں سے ہے۔ (دارمی)

چنانچہ قرآن مجید میں خدا پرست لوگوں کی چند علامتیں جنہیں ہر شخص محسوس کر سکتا ہے اور پھر اپنا بھی سکتا



نہیں کرتا۔ مفسدوں اور جباروں کو کچھ زیادہ مہلت نہیں دیا کرتا۔ انجام یہ ہوا کہ اللہ نے اسے زمین میں دھنسا دیا۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایک متکبر کا ذکر فرماتے ہوئے بتایا کہ ایک آدمی دھاری دار دو چادروں سے بڑے تکبر و خود پسندی کے ساتھ چلا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک دھنسا ہی چلا جائے گا۔ اور وہ قارون کے سوا کون ہو سکتا ہے۔ لیکن جو بھی اس راستے پر چلے گا اسی انجام سے دو چار ہوگا۔ اعازنا اللہ منہم۔

### دوسری خصوصیت:

**جاہلیت سے کنارہ کشی:** عباد الرحمن کی دوسری خصوصیت یہ بیان فرمائی گئی کہ جب جاہل لوگ ان کے سامنے آتے ہیں تو وہ ان سے کنارہ کش ہو کر گزر جاتے ہیں۔ ﴿وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا﴾ جہلاء سے مراد بے علم یا ان پڑھ لوگ نہیں بلکہ جاہلیت کے نمائندے ہیں۔ جتنے بھی جاہلیت کے کام اور بے ہودگیاں ہیں۔ جن میں ہر وہ چیز آ جاتی ہے جو لغو ہو۔ علم و حلم کی ضد ہو۔ خدا و رسول کے احکام کی خلاف ورزی پر مبنی ہو اس سے بچنا اور ان برائیوں کے حامل افراد کی صحبت سے احتراز کرنا یہ شیوہ مخلصین ہے۔ اسی کردار کو سورۃ القصص کی آیت نمبر 55 میں بھی بیان فرمایا:

”اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اسے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں بھائی! ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور تم اپنے اعمال کے۔ تم دور ہو ہم جاہلوں کے منہ نہیں لگتے۔“

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنے نانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مرد کے ایمان کا حسن و زیور یہ ہے کہ لایعنی باتوں اور لغو اعمال سے پرہیز کرے۔“ (من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ)

### تیسری خصوصیت:

**شب زندہ داری:** عباد الرحمن کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ ان کی راتیں بھی اللہ کے حضور عاجزی میں گزرتی ہیں۔ صرف دن ہی عبادت و شرافت میں نہیں گزرتا رات بھی اسی کی یاد سے منور رہتی ہے۔ یہ نہیں کہ لوگوں کے سامنے تو بڑے نمازی و پرہیز گار بنے رہے اور جب

خلوت میں گئے تو کار دیگر اس سے کھنڈ۔ بلکہ ان کی خلوت بھی جلوت کی طرح اللہ کے تعلق سے معمور ہوتی ہے۔ آدمی کی اصل خوبی بھی یہی ہے کہ وہ تنہائی میں بھی ایسا ہی ہو جیسا وہ مجلس میں ہوتا ہے۔ جلوت میں کچھ اور خلوت میں کچھ یہ طرز عمل ایک مومن کے شایان شان نہیں۔ یہ دو زخا پن اللہ والوں کے کردار کے عین منافی ہے۔ بلکہ ان کا کردار تو اس سے کہیں بلند ہوتا ہے۔ یعنی وہ جلوت میں نمود و نمائش سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنے تقویٰ کو انگشت نمائی سے بچانے کی غرض سے ممکن ہے وہ کوئی کوتاہی کا اظہار کریں۔ مگر خلوت میں تو ان کا رویہ اپنے اللہ کے ساتھ بہت ادب والا ہوتا ہے۔

رات کی نماز کو تہجد بھی کہا جاتا ہے۔ اللہ کے خاص بندے تہجد گزار ہوتے ہیں۔ ذرا ان لوگوں کے ساتھ ان کا تقابل کیجئے۔ جو پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھتے اور ایک یہ ہیں کہ ان کا جی ان فرض نمازوں سے نہیں بھرتا بلکہ وہ رات میں بھی رکوع و سجود میں مشغول رہتے ہیں۔

### چوتھی خصوصیت:

**عذاب ہم سے بچنے کی دعا:** یہ کہ اللہ والے اپنی نیکی پر مغرور نہیں ہوتے اور ایمان و تقویٰ کے زعم میں جنت پر استحقاق نہیں جتلاتے اور نہ ہی ان کا یہ اعتقاد ہے کہ بس جنت تو ہماری ہی ہے۔ جس طرح یہود کا زعم باطل تھا۔ عباد الرحمن اس کی رضا جوئی کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ اپنے نیک اعمال کی قبولیت کی امید بھی رکھتے ہیں۔ اپنی کوتاہیوں کی معافی کی خواہش بھی رکھتے ہیں۔ اپنے رب سے جہنم کی آگ سے پناہ بھی مانگتے ہیں کہ یہ صرف اس کی رحمت ہی سے ممکن ہے نیک اعمال کے زور سے نہیں۔ یہی حقیقت اس دعا کے لب و لہجہ میں باور کرائی گئی۔ ”اے ہمارے رب جہنم کے عذاب سے ہمیں بچالے۔ اس کا عذاب تو جان کو چٹ جانے والا ہے۔ وہ تو بڑا ہی برا مستقر اور بڑی رہنے کی جگہ ہے۔“

### پانچویں خصوصیت:

**بخل و اسراف سے پرہیز:** اس کے بعد ارشاد فرمایا گیا: ”اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں تو وہ نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل بلکہ ان کا خرچ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان ہوتا ہے۔ اسلام ایک متمدن دین ہے غار و کوہ کی تنہائیوں اور خلوت نشینی کی بجائے جہاد و شکوہ اس کا مذہب

ہے۔ انسانوں کے ساتھ میل جول اور لین دین کرنا پڑتا ہے۔ اس پہلو سے بھی اللہ کے پسندیدہ بندوں کا رویہ اعتدال والا ہوتا ہے۔ نہ تو وہ مال کو سینت سینت کر رکھتے ہیں اور نہ ہی وہ بے سوچے سمجھے پیسہ بہاتے ہیں۔ پہلا بخل ہے اور دوسرا اسراف۔ نہ وہ اللہ کو پسند نہ یہ باعث رحمت۔ بخل یہ ہے کہ آدمی اپنی اور اپنے متعلقین کی جائز ضروریات پر بھی پیسہ استعمال نہ کرے جس کے لئے وہ کماتا ہے۔ اسراف یہ ہے کہ ناجائز کاموں میں آدمی اپنی دولت صرف کرے۔ تھوڑی یا زیادہ یہ اسراف ہی شمار ہوگا اور دوسرے یہ کہ اپنی جائز ضروریات سے بہت زیادہ آگے بڑھ کر نام و نمود اور عیاشی پر رو پیسہ صرف کیا جائے۔

### چھٹی خصوصیت:

**شرک سے بچنا:** ”وہ (عباد الرحمن) اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے۔“ کیونکہ غیر اللہ کو پکارنا زندہ یا مردہ سے حاجتیں مانگنا انہیں مشکل کشا سمجھنا یہ شرک ہے۔ جس پر قیامت کے دن معافی نمل سکے گی۔ دنیا میں اگر آدمی انہی اعتقادات پر جما رہا تو آخرت میں رہائی نہ ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا اس جرم کو کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے ماسوا گناہوں کو جس کے لئے چاہے معاف کر دے گا۔ ایک اور مقام پر فرمایا: جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا تو اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی۔“ (المائدہ 6: 72)

**شرک جہالت اور ظلم عظیم ہے:** قرآن مجید نے شرک کو جاہلیت اور ظلم عظیم اور مشرکین کو جہلاء میں شمار کیا ہے۔ ”اے نبی کہہ دو کہ کیا تم اللہ کے ماسوا کی عبادت کرنے کا مجھے کہتے ہو۔ اے جاہلو! اس آیت میں مشرکین کو جہلاء کہا گیا کیونکہ شرک بہت بڑی جہالت اور ظلم ہے۔ جس طرح سورہ لقمان میں واضح لفظوں میں ارشاد فرمایا گیا ”ان الشرک الظلم عظیم“ کہ شرک ظلم عظیم ہے۔ اور مشرک کا جنت میں داخلہ حرام ہے!

### ساتویں خصوصیت:

**نمل ناحق سے بچنا:** کسی انسانی جان کا قتل کرنا بڑا شدید جرم ہے۔ جس کی سزا اسلام نے قصاص رکھی ہے۔ اگر قاتل دنیا میں اس سزا سے بچ جائے تو آخرت میں بڑی شدید سزا کا حقدار ہوگا۔ (النساء 5-93)۔ اللہ والے اس کبیرہ جرم کا ارتکاب بھی نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ

اللہ کے غضب کو دعوت دیتا ہے۔

### آٹھویں خصوصیت:

**بدکاری سے احترام:** ﴿وَلَا يَزْنُونَ﴾ اور اللہ والے زنا کے بھی مرتکب نہیں ہوتے۔ اس لیے کہ اس سے بچنے کا اللہ نے حکم دیا ہے کیونکہ یہ کھلی بے حیائی ہے۔ ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾ (بنی اسرائیل) اس کے مرتکب کو سو کوڑے (غیر شادی شدہ) اور سنگساری کا (شادی شدہ کے لیے) حکم ہے۔ یاد رہے کہ یہ تینوں کام دنیا کے ہر دور جہالت میں تہذیب کی جان سمجھے جاتے تھے۔ اور سمجھے جاتے ہیں۔ اسلام نے انہیں کبائر میں شمار کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے متعدد مرتبہ انہی تینوں کاموں کو ایک ساتھ ہی منع فرمایا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا کسی کو شریک بنائے، حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ پوچھا گیا اس کے بعد تو آپ نے فرمایا کہ بچے کو اس خیال سے قتل کر دینا کہ وہ تیرے ساتھ دستر خوان پہ بیٹھے گا۔ پوچھا گیا کہ اس کے بعد؟ فرمایا کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے (متفق علیہ) شرک باللہ، قتل نفس اور زنا ایسے شیع اور بدترین افعال ہیں۔ چہ جائیکہ رحمان کے بندے ان آلودگیوں میں ملوث ہوں۔ اس لئے ان کی خصوصیات و اوصاف میں ان امور سے احتراز کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

### نویں خصوصیت:

**جھوٹ کی گواہی نہیں:** ”رحمن کے بندے وہ ہیں جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے۔“ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ اللہ والے کبھی جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ جس طرح کہ آج کل عام لوگ نفسانی خواہشات کے دباؤ میں آکر جھوٹی قسمیں اور جھوٹے قرآن اٹھا کر جھوٹی شہادتیں دیتے ہیں۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ وہ باطل طریقے نہیں چلتے کیونکہ حق کے سوا سب کچھ جھوٹ ہے۔ وہ توحید و سنت کا راستہ چھوڑ کر کسی بھی اور کسی بھی بدی میں ملوث نہیں ہوتے۔

### دسویں خصوصیت:

**لغویات سے کنارہ کشی:** جب کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہو تو آرام سے دامن بچا کر گزر جاتے ہیں۔ لغو کی تشریح اوپر

ہو چکی ہے کہ ہر وہ چیز جو جھوٹ ہو۔ خدا اور رسول کی نافرمانی پر مشتمل ہو۔ اللہ والے اس میں ملوث نہیں ہوتے۔ جس طرح گانا بجانا، قوالی اور رقص و سرود اور لغویات کی محافل جو سراسر اللہ کی نافرمانی پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اللہ والے ان سے بھی پرہیز کرتے ہیں اور ایسی مجلسوں میں شریک نہیں ہوتے۔

### گیارہویں خصوصیت:

**احکام الہیہ کا احترام:** ”جنہیں اگر ان کے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں رہ جاتے۔ یعنی اللہ کے احکام سن کر وہ اپنی سابقہ حالت پر برقرار نہیں رہتے بلکہ عملی طور پر مطلع ہو کر وہ اپنے نفس اپنے علاقائی رواج اور برادری و قبیلے کی رسوم کو مقدم نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ ہر چیز کو اللہ کے مقابلے میں چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔“

### بارہویں خصوصیت:

**اپنے اہل و عیال کی خیر خواہی:** ”وہ دعائیں مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنی بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنا۔ قرآن مجید کا حکم ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔“ (التحریم 6:28) سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا یہی وصف خاص طور پر قرآن نے ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو نماز و زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو بھی اس کا حکم دیا گیا۔ (مریم 55:16)

**ان اوصاف پر اللہ کے ہاں اجر:** ان خصوصیات و اوصاف کو اپنا لینے سے جہاں دنیا میں عزت و وقار ملے گا وہاں قیامت کے دن بھی اللہ کریم اپنے ان بندوں کو اپنے اجر عظیم کا حق دار بنادے گا۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ ”یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے صبر کا پھل منزلِ بلند کی شکل میں پائیں گے۔ آداب و تسلیمات سے ان کا استقبال کیا جائے گا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ وہاں رہیں گے۔ کیا ہی اچھا ہے وہ مستقر اور کتنا ہی عزت افزا ہے وہ مقام.....!“

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اندر بھی مذکورہ اوصاف پیدا فرما کر اپنے محبوب بندوں میں شامل کر لے۔ آمین!



### بقیہ

### مولانا حبیب اللہ امرتسری

حج کے بغیر اس دنیا سے چلے گئے۔ لہذا یہ مسیح موعود نہیں ہیں۔ (صفحات: ۱۸، سن اشاعت: ۱۳۵۳ھ)

**۸۱۔ سیدنا عیسیٰ کا رفع اور آمد ثانی حافظ ابن تیمیہ حرائی کی زبانی:**

بعض قادیانی علماء نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ حافظ ابن تیمیہ ابن قیم ابن حزم اور ابن عربی وغیرہ وفات مسیح کے قائل تھے۔ اس رسالہ میں اس کی تردید کی گئی ہے۔ (صفحات: ۱۶، سن اشاعت: ۱۳۵۳ھ)

**۸۲۔ مرزا قادیانی مثیل مسیح نہیں:**

اس رسالہ میں ۲۴ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی مثیل مسیح نہیں۔ (صفحات: ۱۶، سن اشاعت: ۱۳۵۳ھ)

**۸۳۔ حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں نہیں:**

مرزا قادیانی نے سرینگر کشمیر میں شہزادہ یوز آسف کی قبر کو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بتایا ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں دلائل سے مرزا قادیانی کے دلائل کی تردید کی ہے اور اس کے ساتھ مصنف نے اس کتاب میں شہزادہ یوز آسف کے حالات بھی قلمبند کیے ہیں۔ (صفحات: ۶۴، سن اشاعت: ۱۳۵۱ھ)

**۸۴۔ مرزا قادیانی کی کہانی مرزا اور مرزائیوں کی زبانی:**

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے حالات زندگی سے اس کے امراض (مالخولیا، مرقا، ہسٹریا، ذیابیطس اور کثرت بول وغیرہ) مرزا کی کتابوں اور دوسرے قادیانی مصنفین کی کتابوں سے مع حوالہ درج کیے ہیں اور اس کے ساتھ دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی نہ نبی تھا اور نہ ہی مسیح موعود۔ (صفحات: ۲۶، سن اشاعت: ۱۳۵۳ھ)

**۸۵۔ عون المجدود تردید اوہام مرزا محمود:**

یہ کتاب مرزا محمود خلیفہ قادیان کی کتاب ”القول الفیصل“ کا جواب ہے۔ (اہل حدیث امرتسر: ۱۹ فروری ۱۹۲۶ء)

**۸۶۔ مرزا غلام احمد رئیس قادیان اور اس کے بارہ نشان:**

مصنف نے مرزا قادیانی کی اپنی کتابوں سے ۱۴ نشان ایسے ذکر کیے ہیں جو مرزا صاحب میں تھے اور جس میں ہوں وہ شریف انسان نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ نبی ہو۔ (صفحات: ۸، سن اشاعت: ۱۳۵۲ھ)

(قسط نمبر 5)

جناب عبدالرشید عراقی

# حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسری

قادیانی تحریک کی تردید میں مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ نے جو قابل قدر خدمات انجام دیں اس کی شہادت اخبار اہل حدیث امرتسر کا ۴۴ سالہ فائل دیکھ سکتا ہے۔

مولانا حبیب اللہ ۱۸۹۸ء سری نگر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد سرینگر سے امرتسر منتقل ہو گئے۔ ۱۹۰۸ء میں آپ کے والد خواجہ مختار شاہ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر دس سال تھی۔ مولانا حبیب اللہ میٹرک کا امتحان پاس کر کے محکمہ انہار میں کلرک ہو گئے۔ دینی تعلیم میں آپ کے پہلے استاد مولانا مفتی محمد حسن امرتسری تھے۔ یہ وہ دور تھا کہ قادیانی تحریک کے خلاف برصغیر کے علمائے کرام بہت سرگرم تھے۔ مولانا حبیب اللہ نے مناظر اسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری کا دامن پکڑا اور قادیانی تحریک کے خلاف سرگرم عمل ہو گئے۔ مولانا ثناء اللہ مرحوم سے آپ کی رشتہ داری بھی تھی۔ مولانا ثناء اللہ کی زوجہ محترمہ مولانا حبیب اللہ کے سر کی حقیقی چچا زاد بہن تھی۔ اس لیے اس خاندانی تعلق اور علمی ہم آہنگی نے ان دونوں بزرگوں کو ایک دوسرے کے بہت قریب کر دیا۔ مولانا حبیب اللہ مولانا ثناء اللہ سے بھی مستفیض ہوئے۔

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ لکھتے ہیں کہ

”جب مولانا ثناء اللہ امرتسری نے ۱۹۳۱ء میں دوبارہ مرقع قادیانی جاری کیا تو اس وقت آپ کے شاگرد رشید حضرت مولانا عبداللہ صاحب معمار امرتسری اور مولوی حبیب اللہ صاحب کلرک نہر امرتسر قادیانی باطل کی کڑیاں بکیر نے میں نمایاں مقام حاصل کر چکے تھے۔ اس دوسرے دور میں ان شاگردوں نے اس جریہ کے ذریعہ قادیانی تحریک کے خلاف نمایاں کام انجام دیا۔“

(فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسری: ص ۲۵۹)

مولانا حبیب اللہ فن مناظرہ میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے کئی ایک مناظرے قادیانیوں سے کیے۔

قیام پاکستان کے بعد اپنے استاد شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ کے ساتھ سرگودھا ہی کو اپنا مسکن بنایا اور مارچ ۱۹۴۸ء میں سرگودھا میں انتقال کیا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری کا انتقال ان سے چند روز پہلے ہوا تھا۔ آپ مولانا ثناء اللہ کی قبر سے تھوڑے فاصلہ پر دفن ہوئے۔

قادیانیت کی تردید میں آپ نے ۱۶ کتابیں لکھیں جن کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

## ۱۔ مرزا نیت کی تردید بطرز جدید:

اس کتاب میں مرزا قادیانی کی قرآن فہمی کی تردید کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے معجزہ شش القمر دیگر معجزات اور مسمریزم میں فرق بتایا ہے۔ اور بہ دلائل مرزا قادیانی کے معجزات کا رد کیا ہے۔ (صفحات ۸۸، ۱۰۸ اشاعت: ۱۳۵۱ھ)

## ۲۔ نزول مسیح (حصہ اول):

اس رسالہ میں سورہ الزخرف کی آیت ۲۵ (وعندہ علم الساعة) کی تفسیر کرتے احادیث نبویہ آثار صحابہ اور اقوال تابعین سے قیامت سے پہلے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا ثابت کیا ہے اور مرزا قادیانی کے دعویٰ کی تردید کی ہے۔ (صفحات ۲۲، ۳۲ اشاعت: ۱۳۵۲ھ)

## ۳۔ عمر مرزا:

اس رسالہ میں ۲۰ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی کی عمر ۷۴ سال سے کم ہوئی ہے حالانکہ مرزا قادیانی نے متعدد بار اس بات کی تصریح اپنی کتابوں میں کی تھی کہ میری عمر ۷۴ اور ۸۴ کے درمیان ہوگی۔ (مرزا قادیانی نے ۶۶ سال کی عمر میں وفات پائی) (صفحات ۲۲، ۳۲ اشاعت: ۱۹۳۳ء)

## ۴۔ مرزا قادیانی نبی نہ تھا مع رسالہ غذائے مرزا:

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت و رسالت کی تردید کی گئی ہے۔ آخر میں ”غذائے مرزا“ مصنفہ بہاء اللہ امرتسری کو شامل کیا گیا ہے جس میں مرزا صاحب کا دعویٰ ”بروزی رنگ میں“ تمام کمالات محمدی

میرے آئینہ ظلمت میں منعکس ہیں تردید کی گئی ہے۔

(صفحات ۲۲، ۳۲ اشاعت: ۱۳۵۲ھ)

## ۵۔ بشارت احمدی:

اس کتاب میں پہلے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آیت قرآنی ﴿مَنْ بَعْدِي أَسْأَلُكُمْ﴾ کے مصداق خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اس کے بعد میاں محمد کی دو کتابوں ”انوار خلافت“ اور ”القول الفیصل“ جن میں مرزا قادیانی کا نبی ہونا ثابت کیا گیا ہے تردید کی ہے۔ (صفحات ۸۶، ۸۷ اشاعت: ۱۳۵۲ھ)

## ۶۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی قرآن دانی

### مع رسالہ واقعات نادرہ:

اس رسالہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں ۱۱ آیات قرآنی غلط لکھی ہیں اور جو شخص آیات قرآن صحیح نہ لکھ سکے وہ نبی مسیح یا مہدی کیونکر ہو سکتا ہے؟ (صفحات ۲۸، ۳۸ اشاعت: ۱۳۵۲ھ)

## ۷۔ سنت کے معنی مع واقعات نادرہ:

قادیانی علماء نے مسلمانوں کے بعض عقائد پر اعتراض کیے کہ یہ عقائد سنت اللہ اور قانون قدرت کے خلاف ہیں۔ اس رسالہ میں ان اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ (صفحات ۱۶، ۱۷ اشاعت: ۱۹۳۳ء)

## ۸۔ معجزہ و مسمریزم میں فرق:

اسی رسالہ میں آیات قرآن مجید سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حالات لکھے گئے ہیں اور آپ کے معجزات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ معجزہ اور مسمریزم کا فرق واضح کیا گیا ہے اور آخر میں عقائد مرزا کی تردید کی گئی ہے۔ (صفحات ۲۸، ۳۸ اشاعت: ۱۳۵۳ھ)

## ۹۔ حلیہ مسیح مع رسالہ ایک غلطی کا ازالہ:

اس رسالہ میں قرآن وحدیث سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کا ثبوت دیا گیا ہے اور آپ کے حلیہ پر مفصل بحث کرتے ہوئے بہانیوں اور مرزائیوں کے دلائل کی تردید کی ہے۔ (صفحات ۲۳، ۳۳ اشاعت: ۱۳۵۳ھ)

## ۱۰۔ سیدنا عیسیٰ کا حج کرنا اور مرزا قادیانی کا حج

### کے بغیر مرزا:

اس رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اترنے کے بعد حج کریں گے اور مرزا قادیانی

## کچھ لوگوں کو حکومت کی نیک نامی ہضم نہیں ہو رہی!

✽ جج آرگنٹرز ایسوسی ایشن آف پاکستان (ہوپ) کے ریجنل چیئرمین حافظ شفیق کاشف نے کہا ہے کہ جن پرائیویٹ ٹور آپریٹرز کے خلاف کوئی شکایت نہیں ان کے کوٹہ میں کمی برداشت نہیں کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہم حکومت کو سالانہ 50 کروڑ سے زائد ٹیکس، 30 کروڑ سے زائد سروس چارجز، اور 70 کروڑ سے زائد کیش گارنٹی دے کر صاف ستھرا بزنس کر رہے ہیں لہذا ہمیں ہر اس انصاف نہ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ جس وقت جج کرپشن کیس میں وزیر جج اور وزارت مذہبی امور کے حکام جیلوں میں تھے جج آرگنٹرز حاجیوں کی خدمت کر رہے تھے اور اب بھی حجاج کی خدمت ہماری اولین ترجیح ہے۔ حافظ شفیق کاشف نے کہا کہ کچھ لوگوں کو حکومت کی جج میں نیک نامی ہضم نہیں ہو رہی لہذا وہ پرائیویٹ جج کوٹہ پر کرپشن کا رازہ کھولنا چاہتے ہیں۔ جب حکومت کے پاس جج کوٹہ موجود ہی نہیں تو اڑھائی ہزار کمپنیوں کو کیوں انڈول کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ سال 740 پاکستانی پرائیویٹ کمپنیوں نے جج آپریشن میں حصہ لیا، حکومت کو انفرادی طور پر کیش گارنٹیاں فراہم کیں اور پہلی دفعہ حاجیوں کی طرف سے 100 فی صد فیڈ بیک فارمز جمع کروائے جس کے بعد وزارت مذہبی امور نے سب کمپنیوں کو لکھن کر دیا۔ سعودی حکومت نے نجی کمپنیوں کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کیا پھر ان کے خلاف کارروائی کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ ایک طرف تو حکومت اداروں کو پرائیویٹ کر رہی ہے اور دوسری طرف پرائیویٹ سیکم کو ختم کرنا چاہتی ہے۔ لہذا قومی ایئر لائن کو پرائیویٹ اور جج کو سرکاری تحویل میں دے کر دو ہر معیار نہ اپنایا جائے۔

## قرآن مجید اور کتب فی سبیل اللہ حاصل کریں

✽ اسلامک ویلفیئر فاؤنڈیشن کی طرف سے معروف اسلامی سکالر ڈاکٹر کرنل محمد ایوب کا انگلش میں ترجمہ قرآن مجید اور اس کے ساتھ دو بہترین کتب ”اسلام کیا ہے؟“ اور علم و ہدایت اتوار صبح 11 بجے اسلامک لائبریری الرحمن گارڈن کینال روڈ نزد جلو پارک سے فی سبیل اللہ حاصل کریں یا 100 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوالیں۔

رابطہ: میاں محمد افضل، اسلامک لائبریری، الرحمن گارڈن

کینال روڈ لاہور 4078208-0322

## تبصرہ کے تحت

نام کتاب: ہمیں کلمات کامل شمس تذکرہ

مرتبہ: مولانا عبدالرحمن سلفی فاضل مدینہ یونیورسٹی

صفحات: 48

ناشر: جامعہ تعلیم الاسلام مامونہ نجن ضلع فیصل آباد

تبصرہ نگار: عبدالسلام زاہد

زیر تبصرہ کتاب میں ولی کامل حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ بانی جامعہ تعلیم الاسلام مامونہ نجن کے قبولیت دعاء کے تیس واقعات ذکر کیے گئے ہیں جن کو ۳۰ کرامات کا نام دیا گیا ہے۔

حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت دینی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آں مدوح نے اپنی زندگی اسلام اور اہل اسلام کی نصرت غلبہ نشر و اشاعت اور تبلیغ و اصلاح کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ کہیں آن جناب مجاہدین کی معاونت و مساعادت کے لیے قریہ قریہ اور شہر حصول تعاون کے لیے بھاگ دوڑ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تو کہیں جامعہ رحمانیہ دہلی (۱۹۲۱ء) کے آغاز اور اس کی بناء کے لیے کوشش کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ آخر کار مامونہ نجن میں ایک دینی ادارہ قائم فرمادیتے ہیں۔

اس قوی ملی اور دینی جذبے اور خدمت کے ساتھ اپنے انفرادی ترقی کے اور تعلق باللہ سے غافل نہیں رہے بلکہ اللہ کے ساتھ رابطے کا یہ عالم ہے کہ اپنی زندگی کے آخری دن کی ایک جھلک زیر تبصرہ کتاب کے صفحہ نمبر ۶ پر ملاحظہ فرمائیں کہ جس شخص کا تعلق باللہ ایسا ہو بھلا اس شخص کی دعائیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کیوں نہیں قبول فرمائیں گے۔

آخر میں گزارش ہے کہ حضرت صوفی صاحب اور دیگر علماء اہل حدیث کی زندگی کے اس طرح کے مخفی گوشوں کو آشکارا کیا جائے یہ تحدیث نعت بھی ہے اور موجودہ علماء کے لیے باعث رغبت اور ذریعہ تشویق بھی۔ یہ مختصر کتابچہ بکثرت تقسیم ہونا چاہیے تاکہ خواص کے ساتھ ساتھ عوام بھی اس سے مستفید ہوں۔ یاد رہے کہ مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم نے صوفی صاحب رحمہ اللہ پر بڑی جامع کتاب لکھی ہے جو بازار میں دستیاب ہے۔

نام کتاب: مطبوعات القاسم اکیڈمی نمبر

مرتبہ: عبدالرشید عراقی

پیش لفظ: مولانا عبدالقیوم حقانی

صفحات: 484

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ

تبصرہ نگار: عبدالسلام زاہد

عربی زبان کا ایک خوب صورت جملہ ہے ”العلم صید والکلیۃ قید“ حصول علم اور نشر علم کے مختلف اور متنوع ذرائع ہیں ان میں کتب بنی، صحف نویسی اور رسائل کی اشاعت خصوصی چند اہم اور بنیادی ذرائع ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب ماہنامہ القاسم کی ایکسوس خصوصی اشاعت ہے۔ یہ اس ادارے کی اب تک کی جملہ مطبوعات کے تعارف پر مشتمل ہے جو ایک اچھی کاوش ہے۔ اس ادارے کے بانی شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی ہیں جن کی ایک سو کے لگ بھگ تصانیف ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب ”مطبوعات القاسم اکیڈمی نمبر“ معروف اہل قلم اور مصنف جناب ملک عبدالرشید عراقی صاحب کے قلم سے علمی، ادبی اور معلوماتی تبصرے اور تجزیات پر مشتمل ہے۔

کتاب کی افادیت میں شک نہیں مگر علمی اور تاریخی حوالوں کی اصلاح ضروری ہے۔

صفحہ نمبر ۳۰ پر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق آف اکوڑہ خٹک کی ولادت ۱۳۲۷ھ/۱۹۲۱ء جبکہ اس سے متصل نیچے مولانا قاضی عبدالکریم آف کلاچی کی ولادت ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء لکھی ہے۔ سن عیسوی ۱۹۲۱ء دونوں کا ایک ہے لیکن جبری سند میں بارہ سال کا فرق ہے۔ صفحہ ۶۵ پر حدیث کے الفاظ ”کفی المرء“ لکھے ہیں جبکہ اسی حدیث کے الفاظ صفحہ نمبر ۷۲ پر اس طرح ہیں ”کفی بالمرء“ اور صحیح بھی یہی ہیں۔ جبکہ اسی حدیث کے الفاظ اسی صفحہ پر ”بکل سمع“ درج ہیں جبکہ سابقہ صفحہ پر ”بکل ما سمع“ ہیں اور درست بھی یہی ہیں۔ مزید بھی کئی اغلاط ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے۔



# کابینہ مرکزی جمعیت اہل حدیث لاہور

14	پروفیسر ڈاکٹر شہباز حسن	ناظم تعلیمات
15	مولانا ضیاء الرحمن سعید	نائب ناظم تعلیمات
16	رانا عبد الوحید	ناظم تعلقات عامہ
17	پروفیسر سیف اللہ ارشد	ناظم اطلاعات
18	حاجی محمد طارق چوہدری	چیرمین شعبہ خدمت خلق
19	چوہدری عبد الوحید	وائس چیرمین شعبہ خدمت خلق
20	حافظ عبد الرؤف منادی	ناظم مدارس
21	حافظ محمد شفیق ندیم	ناظم تبلیغ
22	مولانا محمد یحییٰ یزدانی	نائب ناظم تبلیغ
23	پروفیسر محمد ابراہیم سلفی	ناظم طبع و تالیف
24	حافظ اللہ دتہ طاہر	ناظم نشر و اشاعت
25	حافظ عبد الرحمن ضیاء	ناظم رابطہ
26	حافظ ممتاز حسین	ناظم مساجد
27	مولانا خورشید احمد خلیق	نائب ناظم مساجد

نمبر شمار	نام ممبران	عہدہ
1	پروفیسر عبد الرحمن لدھیانوی	سرپرست اعلیٰ
2	حافظ احمد اللہ حامد	سرپرست
3	قاری عبد التین اصغر	امیر
4	مولانا محمد ارشد بیگم کوٹی	سینئر نائب امیر
5	علامہ منیر احمد وقار	نائب امیر
6	پروفیسر مطیع اللہ باجوہ	نائب امیر
7	امتیاز احمد مجاہد ایڈووکیٹ	ناظم
8	حکیم عبد اللطیف مدنی (ایم اے)	قائم مقام ناظم
9	قاری حفیظ الرحمن عامر	سینئر نائب ناظم
10	میاں محمد جمیل شاہد (ایم اے)	نائب ناظم
11	مولانا محمد فیاض شیخ	نائب ناظم
12	حافظ محمد نواز بٹ	ناظم مالیات
13	حافظ محمد شعیب بٹ	نائب ناظم مالیات

## خطبات جمعۃ المبارک

❊ بمقام مال چک نمبر 67 ضلع فیصل آباد میں ماہ فروری 2016ء میں خطبات جمعۃ المبارک کا شیڈول 12 فروری ..... جناب ملک ثناء اللہ بڑھا چک نمبر 102 تحصیل جڑانوالہ ..... 19 فروری ..... جناب حبیب الرحمن بن مولانا منظور احمد آف گوجرانوالہ ..... 26 فروری ..... جناب عبد الرزاق ثانی ماناوالہ

الدرای الی الخیر: قاری عبدالستار قاسم خلیب چک ہذا

## سفر عمرہ پر روانگی

❊ مرکزی جمعیت اہل حدیث حلقہ قحانہ تنگے عالی کے امیر مولانا سید محمد بلال طاہر سعادت عمرہ کے لیے سعودی عرب روانہ ہو گئے۔ ان کی عدم موجودگی میں مولانا سید عبدالستار جعفر قائم مقام امیر ہوں گے۔

منہاج: قاری نعیم احمد ناظم حلقہ قحانہ تنگے عالی گوجرانوالہ خطبہ جمعۃ المبارک

❊ مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل اور شہر کوٹ رادھا کشن کے زیر اہتمام جامع مسجد اہل حدیث قدس محلہ جج والہ میں خطبہ جمعۃ المبارک امیر ضلع قصور مولانا محمد شفیع صاحب نے ارشاد فرمایا۔ منہاج: حافظ محمد زکریا صاحب

## قرارداد تعزیت

انجمن ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت سرپرست انجمن فضیلۃ الشیخ حافظ محمد شریف صاحب منعقد ہوا جس میں ایک قرارداد تعزیت کے ذریعہ جماعت و مسلک کے ممتاز علماء جناب مولانا عبد السلام فتح پوری جناب حافظ عبد الحمید ازہر جناب مولانا شہاب الدین مدنی، جناب مولانا ثناء اللہ سالک غواڑی اور مورخ اہل حدیث حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہم اللہ تعالیٰ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ بالخصوص حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہم اللہ جو ادارہ کے بانی ارکان میں سے تھے ان کی وفات کو جماعت و مسلک کے لیے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا گیا۔ موصوف کی خدمات کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے صدر انجمن محقق احقر فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ہمارے مدوح المکرم نہ صرف ملی و قومی رہنماؤں کی یادوں کے امین تھے بلکہ وہ علمی و عملی اور اخلاقی طور پر روایات اسلاف کے علمبردار تھے۔ انہوں نے اپنے قلم سے جماعت اور مسلک کی جو خدمات انجام دیں وہ ان کا منفرد کارنامہ ہے جس کی بنا پر وہ بلاشبہ مورخ اہل حدیث ہی نہیں بلکہ محسن اہل حدیث بھی ہیں۔ موصوف اپنی ذات میں انجمن تھے جنہوں نے بڑی فعال اور متحرک زندگی گزاری۔ انہوں نے بتایا کہ مرحوم کو ادارہ سے بڑا گہرا قلبی لگاؤ تھا۔ حضرت مولانا محمد حنیف ندوی رحمہم اللہ جب بطور استاذ زائر ادارہ میں تشریف لاتے تو مرحوم بھی ان کے ساتھ ہوتے اور ادارہ کے معاملات میں بڑھ چڑھ کر دلچسپی لیتے۔ یہ بھی ادارہ سے ان کی دلچسپی اور لگاؤ ہی تھا کہ بخاری شریف کی مشہور شرح کرمانی ان ہی کے ذریعہ ادارہ میں چھپی بلکہ جب میں ان کے گاؤں یہ کتاب لینے گیا تو آپ ازراہ کرم مجھے بس شاپ تک چھوڑنے آئے۔ بہر حال افسوس کہ آج وہ ہم میں نہیں تو ہم نہ صرف یہ کہ ایک مخلص ذاتی دوست سے محروم ہو گئے بلکہ پوری جماعت کی طرح ادارہ علوم اثریہ بھی اپنے ایک مخلص کرم فرما سے محروم ہو گیا ہے جس کا نہ صرف ہمیشہ شدت سے احساس رہے گا بلکہ ایک مدت تک اس نقصان کی تلافی بھی ممکن نہ ہوگی۔ آخر میں مرحومین کے لیے مغفرت اور رفع درجات کی دعا کی گئی۔ اللھم اغفر لھم و ارفع درجھتم فی العلین و ادخلھم الجنة الفردوس۔ آمین! (ساجزادہ برق التوحیدی الامین العام ادارہ العلوم الاثریہ فیصل آباد)

## حضرت مولانا عبداللہ مدنی جھنڈاگری کا انتقال پر ملال

علمی اور جماعتی حلقوں میں یہ خبر نہایت دکھ کے ساتھ پڑھی گئی کہ نپال کے معروف عالم دین مولانا عبداللہ عبداللہ التواب مدنی جھنڈاگری (صدر مرکز التوحید کرشناگر نپال) دل کا دورہ پڑنے سے مختصر علالت کے بعد کھٹمنڈو میں بروز منگل 22 دسمبر 2015ء کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مولانا کی عمر کم و بیش اکتھ برس تھی۔ موصوف اہل حدیث کے نامور اور چوٹی کے علماء میں سے تھے۔ وہ بھارت کی مشہور درس گاہ جامعہ سلفیہ بنارس و ندوۃ العلماء لکھنؤ کے تعلیم یافتہ تھے اور انہوں نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے سند فراغت حاصل کی۔ موصوف کے زیر کارناموں میں مرکز التوحید کا قیام نیز مدرسہ خدیجہ الکبریٰ للعلمائے کی تاسیس ہے وہ تاحیات مرکز التوحید کے صدر اور مدرسہ خدیجہ الکبریٰ کے ناظم رہے۔ نیز دونوں کو ہمہ جہت ترقی سے ہمکنار کرنے میں اپنا خون جگر دیا اور مدرسہ خدیجہ الکبریٰ کو ملک کی منفرد نسواں درس گاہ بنادیا۔

انہوں نے عالم اسلام بالخصوص برصغیر ہندو نپال سعودی عرب، بنگلہ دیش اور برطانیہ وغیرہ میں مختلف کانفرنسوں میں شرکت فرمائی اور کامیاب نمائندگی کی اور نپال کے اول مؤقر ماہنامہ نور توحید کی داغ بیل ڈالی اور اس کے تاحیات مدیر مسئول رہے۔ یوں آپ کا قلم و قراطاس سے بڑا گہرا تعلق تھا۔ ترجمہ و تصنیف سے بھی آپ کا گہرا تعلق درابطہ تھا۔

جمعیت اہل حدیث میں آپ نے مختلف ذمہ داریوں کو بحسن خوبی نبھایا ساتھ ہی مختلف ٹی وی چینلوں سے آپ کی علمی و اصلاحی تقاریر نشر ہوتی رہی ہیں۔ آپ کی وفات پر ملال پر علمی، تعلیمی و دعوتی دنیا کا عظیم خسارہ ہے یہ سائنس نہ صرف مرکز التوحید اور مدرسہ خدیجہ الکبریٰ کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے بلکہ ان کے پسماندگان اور وابستگان مرکز و مدرسہ کے ساتھ پوری جماعت کے لیے بڑا ہی اندوہناک اور غمناک ہے۔

مرحوم مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی سابقہ مرکزی کانفرنس میں لاہور تشریف لائے ان سے ملاقاتیں رہیں اس سے پہلے جدہ میں بھی ان سے ملاقات کے مواقع ملتے رہے۔ وہ انتہائی ملنسار اور خلیق انسان تھے۔ ان کی وفات پر مرکزی قائدین نے تعزیتی بیان میں ان کی مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔ ادارہ بھی مرحوم کی بلندی درجات کے لیے دعا گو ہے۔ (ادارہ)

## حضرت مولانا عبدالحکیم سیف صاحب کا انتقال پر ملال۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

موت العالم، موت العالم

جید عالم دین مولانا پروفیسر عبدالحکیم سیف صاحب سابق امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع قصور اور ناظم جامعہ محمدیہ قدوسیہ کوٹ رادھا کشن جو عارضہ دل اور شوگر میں مبتلا تھے مورخہ 29 جنوری بروز جمعہ المبارک بعد نماز عصر اتفاقاً ہسپتال لاہور میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم نے نہ صرف پاکستان میں جہالت کے اندھیروں کو منور کیا بلکہ بیرون ممالک میں بھی شرک و بدعت کی نجاستوں کی تطہیر میں اہم کردار ادا کیا۔ مرحوم مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سے وابہانہ لگاؤ رکھتے تھے اور حضرت الامیر پروفیسر سید ساجد میر صاحب کی قیادت پر پھر پورا اعتماد کا اظہار کرتے تھے۔ آپ کی نماز جنازہ اگلے دن بروز ہفتہ صبح 10:00 بجے نزد ریلوے اسٹیشن گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ مولانا عبدالسلام بھٹوی نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔ بعد میں مرحوم کو ان کے والد مرحوم حضرت مولانا شیخ الحدیث عبدالقدوس کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ میں مرکز کی طرف سے حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد نے نمائندگی کی۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر عظیم الدین زاہد لکھوی، مولانا میاں محمد جمیل لاہور، ضلعی و تحصیل ذمہ داران ڈاکٹر عبدالرحمن یوسف راجوال، مولانا عثمانیہ اللہ امین، مولانا محمد رفیق زاہد، مولانا محمد صدیق سلیم، حافظ ابراہیم ظلیل اور مولانا حکیم یحییٰ عزیز ڈاہروی نے شرکت کی۔ مرحوم کے بڑے بیٹے حافظ عبداللہ محمود صاحب اس وقت جامعہ محمدیہ قدوسیہ کے ناظم ہیں اور ان کا فون نمبر یہ ہے 0334-9701774 جبکہ ان کے بھائی حافظ ابراہیم ظلیل صاحب کا نمبر یہ ہے 0300-4127258۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی بشری خطاؤں سے درگزر فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے دینی مدرسہ کو دن گئی رات چوگی ترقی عطا فرمائے اور ان کی دین اسلام کی اشاعت کی کوششوں کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ (آمین)

دعا گو! حافظ محمد زکریا عاصم ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث سٹی کوٹ رادھا کشن 0300-4992195

## مولانا عبداللہ الحفیظ مظہر کو صدمہ!

28 جنوری 2016ء کی صبح کوہنڈاگری عالمی تحریک ختم

نبوت اہل حدیث امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل ڈسکہ مولانا عبداللہ الحفیظ مظہر کی والدہ محترمہ اپنے خالق حقیق سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ انتہائی نیک سیرت، با اخلاق، پابند صوم و صلوة اور شب بیدار خاتون تھیں۔ اللہ کریم مرحومہ کی بشری اغزشوں کو عاف فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین! مرحومہ کی نماز جنازہ امیر پنجاب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد نے انتہائی رقت انگیز انداز میں پڑھائی۔ نماز جنازہ میں شرکت اور گھر آ کر تعزیت کرنے والے علماء و اعلیٰ مذہبی شخصیات میں حافظ عابد سلیمان روپڑی، مولانا منظور احمد علامہ طارق محمود دینانی، مفتی کفایت اللہ شاکر، مولانا خالد سیف اللہ مولانا محمد نعیم بٹ، حافظ عبدالغفار نقیب، جناب ابراہیم ظہیر قاری عمران ربانی، جناب حافظ سلمان اعظم، حافظ فیصل افضل شیخ، نعمت اللہ ظفر، مولانا قمر منیر عدیل قاری محمد احمد، مولانا عبداللہ جاناں، پروفیسر ناصر جاوید، مولانا افضل صادق، مولانا ابراہیم محمدی، حافظ عدیل وزیر آبادی، مولانا اشرف نعیم، مولانا عتیق الرحمن طاہر، مولانا احتشام الحق بھوپال، حافظ سلمان شاکر، مولانا عبدالستار بخاری کے علاوہ سینکڑوں علماء و اساتذہ اور احباب جماعت قابل ذکر ہیں۔ ادارہ مولانا عبداللہ الحفیظ مظہر کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ (ادارہ)

## جماعتی رہنماؤں کا دورہ پسرور

مرکزی جمعیت اہل حدیث سٹی گوجرانوالہ کے سرپرست مولانا محمد صادق عتیق اور ناظم سٹی مولانا حافظ محمد عمران عریف نے 1 جنوری 2016ء بروز بدھ پسرور کا دورہ کیا۔ ان کے ہمراہ ناظم نشر و اشاعت سٹی گوجرانوالہ مولانا تاجان اللہ صدیقی اور سابق ڈی او گوجرانوالہ حاجی محمد اقبال کھوکھر بھی تھے۔ یہ وفد 12 بجے دن پسرور کے معروف قصبہ کلاس والا پہنچا۔ وہاں مولانا محمد صادق عتیق کے پیچھے زین العابدین کوچیر مین UC-98 کلاس والا منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کی۔ انہوں نے وفد کے ارکان کے اعزاز میں ظہرانہ دیا۔ وفد نے نماز ظہر و عصر جامع مسجد کلاس والا میں ادا کیں۔ مسجد کے امام و مدرس قاری شہباز بلوچ نے وفد کی خدمت سے مہمان نوازی کی۔ بعد ازاں وفد پسرور پہنچا اور مولانا سیف الرحمن سرپرست پوتھ فورس تحصیل پسرور نے وفد کا خیر مقدم کیا اور ناظم ضلع مفتی کفایت اللہ کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ بعدہ مولانا محمد صادق عتیق کے پیچھے رانا زاہد حسین نو منتخب کونسلر نے ارکان وفد کی چائے سے ضیافت کی اور گوجرانوالہ کے لیے وفد کو دعاؤں کے ساتھ الوداع کیا۔

رپورٹ: صاحبزادہ حجاج اللہ صدیقی ناظم نشر و اشاعت سٹی گوجرانوالہ

## انتقال پر ملال

✽ حافظ عطاء الرحمن علوی حافظ عتیق الرحمن علوی مدرس دارالعلوم محمدیہ لکھنؤ و رکشاپ لاہور کے والد محترم ماسٹر نذیر احمد یکم فروری کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ نماز جنازہ ان کے بیٹے حافظ عتیق الرحمن نے پڑھائی، قارئین کرام مرحوم کی مغفرت کے لیے دعا فرمائیں۔  
شریک غم: محمد یونس طہ

## مولانا عبدالغنی اوڈنی فیمۃ اللہ

✽ چک نمبر 19/MB ضلع خوشاب میں مولانا عبدالغنی صاحب جو کہ مولانا عبدالوہاب دہلوی کے مدرسہ سے پہلی کھیپ میں فارغ ہونے والے علماء میں شامل تھے۔ 120 سال کی عمر پا کر دار فانی سے دار البقا کی طرف 12 دسمبر 2015ء کو کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! احباب جماعت مرحوم کے لیے دعا مغفرت فرمائیں۔ اگر ہو سکے تو غائبانہ نماز جنازہ پڑھیں۔

دعا گو: بنیامین امیر حلقہ تھانہ کوٹ لدھا، تحصیل نوشہرہ  
ورکاں ضلع گوجرانوالہ

✽ مرکزی جمعیت اہل حدیث لاہور کے نائب ناظم میاں محمد جمیل شاہد کو اس ہفتے دو صدمات سے دوچار ہونا پڑا۔ پہلے ان کے بھائی حافظ عبدالجید صاحب اور صرف دو دن کے وقفہ سے ان کی بہن بھی قضائے الہی سے وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! دونوں بہن بھائی انتہائی نیک، متقی، پرہیزگار اور صوم و صلوة کے پابند تھے۔ لاہور جماعت میاں صاحب کے غم میں شریک ہے۔ دعا ہے کہ اللہ مرحوم اور مرحومہ کو کرم و کرم

کرم و کرم جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ یاد رہے کہ حافظ عبدالجید میاں محمد افضل، چیئر مین اسلامک فاؤنڈیشن پاکستان کے سر تھے۔ اسی طرح جماعت کے ایک دیرینہ ساتھی جاوید محمدی (اردو بازار) بھی رضائے الہی سے وفات پا گئے۔ جماعت ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا گو ہے۔  
حکیم عبداللطیف مدنی، ناظم لاہور

## اظہار تعزیت

✽ ناظم شعبہ خدمت خلق مرکزی یہ حافظ شاہد امین صاحب کی والدہ محترمہ کے سانحہ ارتحال پر مدد رسہ انوار اسلام سلطانپور حویلیاں کا اجلاس مرکزی جامع مسجد اہل حدیث حویلیاں میں منعقد ہوا جس میں محترمہ کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا گیا اور محترم حافظ شاہد امین و دیگر لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کی

گئی۔ نیز مورخ اہل حدیث مولانا اسحاق اور دیگر جماعتی مرحومین کے لیے بھی دعائے مغفرت کی گئی۔ ہنگامی اجلاس مولانا محمد سلیمان ضلعی نائب امیر کی زیر صدارت منعقد ہوا۔

الرسال: اورنگ زیب، ناظم ضلع ایبٹ آباد  
✽ مرکزی جمعیت اہل حدیث سید گوجرہ کے ذمہ داران ڈاکٹر محمد حسن، مولانا عبدالقادر عثمان، ملک محمد اسلم آزاد، حافظ محمد اسلم جٹ، میاں محمد افضل، مولانا محمد شریف، کبیر محمد سرفراز، حسن میاں محمد حنیف، مولانا غلام مرتضیٰ عابد، حافظ سجاد ربانی، اہل حدیث پوتھ فورس گوجرہ کے ذمہ داران مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرہ کے نائب امیر حافظ محمد اقبال انصاری کی اہلیہ، چوہدری محمد سردار جٹ آف سید محمود والے اور محمد ابراہیم اعوان کی والدہ محترمہ کے انتقال پر اظہار تعزیت دعائے مغفرت اور پسندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔  
منجانب: محمد سرفراز حسن، ناظم نشر و اشاعت تحصیل گوجرہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع گجرات کے زیر اہتمام 20 ویں سالانہ

## دعوت تاجدار انبیاء علیہم السلام کانفرنس

21 فروری 2016ء بروز اتوار بمقام

بمقام مرکزی جامع مسجد صدیقیہ اہل حدیث سرگودھا روڈ گجرات شہر

جس میں جماعت کے معروف علماء کرام خطاب فرمائیں گے۔

زیر صدارت: چوہدری بشیر احمد (امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث گجرات شہر)  
زیر نگرانی: (مولانا) محمد نجی والدہ ناظم شہر گجرات

منجانب: انجمن مرکزی جامع مسجد صدیقیہ اہل حدیث گجرات

پرسکون حج و عمرہ کی سادہ حاصل کرنے کے لیے ایک با اعتماد نامہ  
کفر طمکٹ۔ ٹرانسپلورٹ۔ رہائش  
اداکیجئے

عمره Govt. Lic 3968

28 21 15  
یوم کے پیکج

تمام ایئر لائنز کی سستی  
ٹکیٹیں حاصل کریں

برانچ آفس

قاری منار وقیم  
0301 6537566  
0334 4398179  
0300 حافظ عبدالسلام  
6596539  
0301 محمد سعید احمد  
6814942  
رہائش و سفر کے لیے

برانچ آفس

محمد نجی مدنی  
0333-0321 6662422  
میٹیاں سٹریٹ مقابل ہائی بی بینک  
ستیانہ روڈ جمال فیصل آباد  
041-8557315-16

ہیڈ آفس

قاری منار وقیم  
0301 4068506  
0333 4194290  
0300 4236487  
بالمقابل ایسٹریڈ ہینڈلر سٹریٹ  
قاری وقیم آباد  
056 3877266

## درخواست دعائے صحت

✽ مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے نائب ناظم اور جامعہ شمس الہدیٰ ڈسک کے رئیس مولانا عبدالغفور طاہر صاحب ہفتہ رفتہ سے صاحب فراش ہیں۔ جملہ قارئین کرام مولانا موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ اور نافعہ کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔ اللہم اھفہ شفا عاکاملاً۔ (ادارہ)

## سپاس تعزیت

✽ میری والدہ مرحومہ (متوفیہ 29 جنوری 2016) کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے والے تمام تحصیلی و ضلعی ذمہ داران، معززین علاقہ اور بذریعہ فون تعزیت کرنے والے احباب جماعت خصوصاً مولانا محمد نعیم بٹ، رانا نصر اللہ خاں، قاری محمد حنیف ربانی، مولانا نواز چیمہ، قاری خالد مجاہد، قاری عبدالرزاق طاہر، قاری عبدالرحیم کلیم و دیگر کامنوں ہوں۔ جنہوں نے میرے غم میں شریک ہو کر ہمدردی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ والدہ مرحومہ کی بشریٰ لغوشیں معاف فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

منجانب: (مولانا) حکیم قاری محمد بلال شہزاد  
ناظم تحصیل عارفوالہ  
0300-8103410

## ضرورت ہے

✽ مرکزی جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث فاضل پور شہر ضلع راجن پور کے لیے اچھے خطیب و امام کی ضرورت ہے۔  
وظیفہ بہت معقول ہوگا۔ ان شاء اللہ!  
رابطہ: جاوید اقبال شیروانی، منتظم مسجد رحمانیہ اہل حدیث  
فاضل پور ضلع راجن پور 0333-6432759

## جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک "جوہر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ و شہرہ دار گوجرانوالہ

0345-6213064

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

# گولڈن

مکمل ایمپلی فائر  
خود تیار کردہ  
دستیاب ہیں۔

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)  
مساجد کے لئے خصوصی رعایت

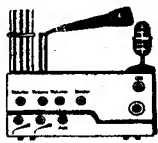
امپورٹڈ U.P.S

مجمعی دستیاب ہیں۔

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔  
یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739  
055-4213430

چوک نیائیں نزد دہلی کالج گوجرانوالہ



## الکرمل لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل  
دراستی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی دراستی)

محمد ذیشان ربانی  
0343-6007696

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ  
055-4212804, 4226706-0300-6430029

پروپرائیٹرز ایم اکرام مغل (ماہر مکنیک)

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

# سپر سٹار

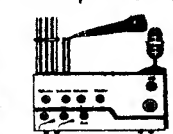
ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر  
اینڈ ساؤنڈ سسٹم

0333-8294645  
055-4237974  
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔  
یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah  
Loud Speaker Amplifier



پروپرائیٹرز محمد عثمان

## الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیا ایمپلی فائر کی بہترین دراستی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، شینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کو ایفائیڈ مکنیک کے پاس تشریف لائیں۔

Mob: 0321-7432246  
Mob: 0334-7967107  
Ph: 055-4230167

نیائیں چوک نزد دہلی کالج گوجرانوالہ



# مسک اہل حد کے امتیازی مسائل پر مشتمل

## سات اشتہارات کا مکمل سیٹ مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے مسک اہل حد کے امتیازی مسائل پر مشتمل فورکالرنگین خوبصورت مدلل سات اشتہارات کا درج ذیل مکمل سیٹ مفت زیر تقسیم ہے:

- ✽ نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت۔
- ✽ اہمیت نماز اور بے نماز کا انجام
- ✽ نماز روزہ کے محمدی دائمی اوقات
- ✽ سورہ فاتحہ خلف الامام
- ✽ اثبات توحید (ایک سوال کی دس شکلیں)
- ✽ اثبات رفع الیدین

تمام مسجد اہل حدیث کے منتظمین مذکورہ بالا مکمل سیٹ مفت منگوائیں اور فریم کروا کر اپنے زیر انتظام مساجد میں نمایاں جگہ پر آویزاں کریں۔ مسائل حقہ کی ترویج کا یہ موثر ترین ذریعہ ہے۔ رابطہ بذریعہ فون صبح 8 بجے سے 10 بجے تک۔

نوٹ: فریم کروا کر آویزاں کرنے کا وعدہ آنا ضروری ہے۔ اس وعدے کی صورت میں ڈاک خرچ ادارہ کی طرف سے برداشت کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

**محمد حسین راہی** مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور پنجاب، پاکستان **0333-8556473**

## دھی انسانیت کے نام

آج بیمار انسانیت انسانی معاینین کے ہاتھوں اپنا مرض بڑھا کر سسک سسک کر دم لے رہی ہے میرے بھائی! صحیح علاج کھلے دوا کے ساتھ ساتھ تدابیر اور دھائی موافقت بھی لازمی ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ غوثی بخش ہوں اور کچھ کھاب روٹ وغیرہ کھاتے جائیں اور پھر شفاء کی امید رکھی جائے اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ گوشت غوری بھی کی جائے اور تہذیبیت بھی نہ ہو دودھ اور پاول کھاتے جائیں اور نزلہ کام کو قادم ہو جائے۔ میرے بھائی! حکمت بچوں کا مکمل نہیں یہ طویل ترین ریاضت تجربہ اور محنت کے ساتھ ساتھ قلب و فطرت کی پاکیزگی اور توجہ الی اللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ بغضِ تعالیٰ چالیس سالہ تجربہ کے دوران بے شمار ملکی و غیر ملکی مریموں کا علاج کر چکا ہوں۔ طبیعہ کالج کا سابقہ لیچرار ہوں اور دوا اور ایک گولا میڈل حاصل کر چکا ہوں۔ تہذیبیت آپ یا آپ کے ہانسنے والا کسی بھی مرض میں بیٹتا ہے تو ایک مرتبہ مجھے علاج کا موقع ضرور دیں۔ انشاء اللہ شفاء کاملہ و مابعد ہوگی۔ ہمارے تیار کردہ کورسز میں کوئی نشہ آور کوئی زہریلی کوئی ایلوپیتھک دوائی نہیں ہے جس لیبارٹریز سے چاہیں چیک کروالیں۔ ہمارے 15 روزہ کورسز درج ذیل ہیں

عصاب	بہرہ من	ہل ہتری	کالی کھاسی	بھگد	انھرا	بال گرنا	وال کی لہج
حقیقہ	رال بہنا	مرگی	پلورسی	بولنا بند ہونا	بے اولادی	بال سفید ہونا	کیسہم
نسیان	سجھ کے ہمالے	خاموش جھون	بلڈ پریشر	سلسلہ بول	دھج المعامل	گنہا میں	کھولنا
خواب میں ڈرنا	سوتھ سے بدلہ	سراسام	دل کا ڈوبنا	آتشک	کمر درد	لمبی خون	مناات
خواس باختہ ہونا	بھوک بند ہونا	کیرہ	دماغی قبض	امراض برداد	الرببی	فالج	انڈا ہرما
سکتہ	شوگر	دمہ	آنکھوں کے زخم	امراض زاناد	برص	اصنافی کمزوری	مداجوانی

کورسز بذریعہ ڈاک تمام انحصارے رقم پلے کس ملاقات کرنے کے لئے فون پر پلے وقت سے کس

میزان بینک سیونگ اکاؤنٹ نمبر

70010101053034

ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر

034575451199

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی

نئی منڈی صیہب آباد تحصیل بتوکی ڈوڈیٹن لاہور

رابطہ نمبر

0345-7545119

0313-7545119

Email : hakeemkarimbhatti@outlook.com

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے زیر اہتمام

﴿مقام﴾ جامع مسجد تقویٰ H بلاک وفاقی کالونی لاہور

منجانب  
حافظ حسین  
ممتازین

خطیب مرکز ہذا

نائب ناظم  
مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب

ممبر مرکز مساجد کینیڈا لاہور

0321-222574

2016  
13 فروری بروز ہفتہ  
3 بجے سپر

درک قرآن حکیم

عظیم سکالر محترمہ شہ صاحبہ  
نکستہ ہاوی  
استاذہ ہاوی

سرپرست انور انٹرنیشنل

ادارہ فائیکو

برائے خواتین

تبوک ٹریول اینڈ ٹورز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

جماعتی حضرات کے لیے

خصوصی رعایت

حج و عمرہ سروسز میں با اعتماد نام

عمرہ کی بکنگ جاری ہے



لائسنس نمبر 5282

2015-2016

حج و عمرہ سروسز

خوبصورت اور قریب ترین انٹرکنٹیننٹل ہوٹل کی رہائش

تیز ترین عمرہ ویزہ سروس / ملکی و غیر ملکی ایئر لائنز کے سستے ترین ٹکٹ

دہلی، ملائیشیا، سنگاپور، تھائی لینڈ اور چائینہ کے وزٹ ویزے

14=21 دن کے معیاری پیکیجز

مینجر: حماد مدنی

0333-4005913

042-37428459

0322-6662333

0302-4580611

جی فایگزی کٹو

حافظ عبد الحفیظ مدنی

(فاضل مدینہ یونیورسٹی)

آفس نمبر 8، فرسٹ فلور، 25۔ ابراہیم سنٹر وحدت روڈ لاہور





PAIGHAM TV

## ہفتہ وار شیڈول پیغام ٹی وی

وقت	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پہر	منگل	بدھ	جمعرات
04:00 pm	حلاوت + نعت	حلاوت + نعت	حلاوت + نعت	حلاوت + نعت	حلاوت + نعت	حلاوت + نعت	حلاوت + نعت
04:30 pm	تجوید القرآن	محبت کی راہیں	پیارے نبی کی پیاری نصیحتیں	کلی جگ کے ماحمی	تصویرے کائنات کے رنگ	مجموعہ اخلاق	معجزات نبوی
05:00 pm	پیغام صحت	انبیاء کے وارث	مقامات سیرت	آپنے حدیث سیکھیں	تصویرے کائنات کے رنگ	مہمان ہمارے	حدیث سنت
06:00 pm	دورہ تفسیر القرآن	دورہ تفسیر القرآن	دورہ تفسیر القرآن	دورہ تفسیر القرآن	دورہ تفسیر القرآن	دورہ تفسیر القرآن	دورہ تفسیر القرآن
07:00 pm	حی علی الفلاح	اعجاز الحدیث نیو سیٹ	جنگ رنگ سیرت کے سنگ	بصیرت	جنت پکارتی ہے	نشیستانی	ماں اور بیٹا
07:30 pm	جادو جنت	میر اسوال پھانا سیٹ	کتابوں کی دنیا	خطبہ ساجد میر	آپ کی آواز	مکہ خطبہ	مدینہ خطبہ
08:30 Pm	جنت پکارتی ہے	مدینہ ذاکو منتری	اپنے کیوں بیگانے ہوئے	روشن ستارے	معلم القرآن	کتابوں کی دنیا	قرآن کے حقوق
09:00 Pm	دین آسان	مجموعہ اخلاق	حدیث سنت	روشن ستارے	میر اسوال پھانا سیٹ	کتابوں کی دنیا	آپنے حدیث سیکھیں
10:00 Pm	آپ کی آواز	مکہ خطبہ	وہبر کمال	پیغام صحت	دین آسان	انبیاء کے وارث	وہبر کمال
10:30 Pm	روشن ستارے	تصویرے کائنات کے رنگ	مدینہ خطبہ	جادو جنت	محبت کی راہیں	انبیاء کے وارث	خطبہ ساجد میر
11:30 Pm	روشن ستارے	تصویرے کائنات کے رنگ	قرآن کے حقوق	حی علی الفلاح	آداب اسلام	مقامات سیرت	بصیرت



# Weekly AHL- E - HADITH

CPL No  
116

106, Ravi Road Lahore (54000)

**E-Mail:** [weeklyahlehadith@yahoo.com](mailto:weeklyahlehadith@yahoo.com)

**WEBSITE:** [www.ahlehadith.org](http://www.ahlehadith.org)

**Head Office:**

**Tell. 042-37729933**

**Fax:** 042-37725525

## Weekly Ahl-e-Hadith

042-37720257

**Paigham T.V:**

042-37722876

[illegible]